سیمانچل کی قدآور شخصیت، مسلک اعلیٰ حضرت کے عظیم مبلغ وترجمان
حضرت سرکار خواجہ وحید اصغر علیہ الرحمہ کے چہیتے مرید سراج السالکین مناظر اہل سنت حضرت
علامہ مولانا الشاہ ابوالعلیٰ اصغر وحیدی قدس سرہٗ کی سیرت وسوانح پر مشتمل اہل قلم کی اہم نگارشات
کا مجموعہ بنام

# طوطی بہار و بنگال

## سیرت وشخصیت

حسب حکم

تاجدار قلم حضرت مولانا خواجہ ساجد عالم لطیفی مصباحی

خانقاہ لطیفیہ رحمٰن پور تکیہ شریف بارسوئی کٹیہار (بہار)

مرتب

نبیرۂ طوطی بہار و بنگال محمد شاہ مخدوم رضا اشرفی جامعی
ابن محمد شاہ فیض عالم بن مولانا ابوالعلیٰ اصغر وحیدی علیہ الرحمہ کوچگڑھ

**زیر اہتمام**

خانقاہ عالیہ حسینیہ حفیظیہ ابوالعلائیہ کوچگڑھ روٹا ضلع پورنیہ

**ناشر**

ارکان عرس کمیٹی حضرت مولانا غلام محی الدین حفیظی کوچگڑھ





● کتاب: طوطی بہار و بنگال سیرت وشخصیت
● مرتب: محمد شاہ مخدوم رضا اشرفی جامعی
● پروف ریڈنگ: مولانا محمد سلیمان مصباحی/مولانا اعظم رضا خان مرکزی
● کمپوزنگ: مولانا تنویر احمد ضیائی
● سیٹنگ: مولانا محمد رضا مرکزی
● سن اشاعت: ۱۴۴۴ھ/۲۰۲۳ء
● زیر اہتمام: خانقاہ عالیہ حسینیہ حفیظیہ ابوالعلائیہ کوچگڑھ
● ناشر: عرس کمیٹی
● تقسیم کار: عرس کمیٹی

**ملنے کے پتے**

● خانقاہ عالیہ حسینیہ حفیظیہ ابوالعلائیہ کوچگڑھ روٹا ضلع پورنیہ
● خانقاہ لطیفیہ رحمٰن پور تکیہ شریف بارسوئی ضلع کٹیہار بہار
● مولانا محمد رضا امام وخطیب ہلال مسجد (ہری مسجد) قدوائی نگر، وڈالا ممبئی
● حافظ مشاہد العلیٰ دار العلوم امام احمد رضا ہونے باگی چنگیری داونگیرہ، کرناٹک
● قاری ظفر العلیٰ دار العلوم طیبیہ معینیہ دگاہ شریف منڈواڈیہ، بنارس
● غوث الوریٰ اکیڈمی (الجامعۃ الرضویہ) کلیان ضلع تھانہ مہاراشٹر

**مؤلف سے رابطے**

Email:shahmakh7@gmail,com,Mob:9737252057

Khanqah-e- Aliya Husainiya Hafiziya Abul Ulaiya
Kochgarh P.O.Piyaji,PS.Rauta ,Via Kishanganj
Pin No:855107 Dist Purnea Bihar India

## فہرست مشمولات



### اسمائے اہل قلم





## انتساب

سراج السالکین، قطب العارفین، صوفی باصفا، حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ غلام محی الدین علیہ الرحمہ کے پیرو مرشد و مربی قدوۃ العلما، زبدۃ الفضلا، قطب سیمانچل حضرت علامہ مولانا الشاہ خواجہ حفیظ الدین لطیفی قدس سرہ العزیز۔

خیر الاذکیا، مناظر اہل سنت، طوطیٔ بہار و بنگال حضرت علامہ مولانا الشاہ ابوالعلیٰ اصغر وحیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرشد برحق و مربی امام العرفاء، صدر العلما حضرت علامہ مولانا خواجہ وحید اصغر حفیظی لطیفی نور اللہ تعالیٰ مرقدہ

کے نام

جنہوں نے اپنی پوری زندگی شریعت اسلامیہ کی ترویج و اشاعت میں صرف کر دیں۔

# خراج عقیدت

سیرت وسوانح کا یہ حسین گلدستہ
بقیۃ السلف ،عمدۃ الخلف ،زبدۃ الفضلا ،سراج السالکین ،قطب العارفین،
صوفی باصفا،حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ غلام محی الدین علیہ الرحمہ
[ولادت:۱۸۹۲ء/متوفی:۱۹۳۹ء]
اورآپ کے فرزند اکبر خیرالاذکیا،شاعر فطرت،مناظر اہل سنت،قدوۃ العلما،
سلطان المبلغین ،صوفی باصفا،طوطیٔ بہار و بنگال،
حضرت علامہ مولانا الشاہ ابوالعلیٰ اصغر وحیدی کوچگڑھی قدس سرہ النورانی
[ولادت:۱۹۲۵ء/متوفی:۱۸/دسمبر۱۹۸۸ء، بروز منگل]
کی خدمتوں میں

جنھوں نے جہالت وگمرہی کے ماحول میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے افکار ونظریات اورخیالات کا چراغ روشن فرمایا۔

ع: گر قبول افتدز ہے عزوشرف



# ابتدائیہ

مبسملًا و حامداً و مصلیاً و مسلماً

حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کائنات رنگ وبو میں اپنی وحدانیت وربوبیت کی معرفت کے لیے اپنے محبوب کو پیدا فرمایا۔: فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ : خلقت الدنیا واهلهالا عرفهم کرامتك ومنزلتك عندی ولولاك یا محمد ما خلقت الدنیا .(یعنی اللہ عزوجل اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ) میں نے دنیا اور اہل دنیا کو اس لئے بنایا کہ تمہاری عزت اور مرتبہ جو میری بارگاہ میں ہے ان پر ظاہر کروں،اے محمد اگر تم نہ ہوتے میں دنیا کو نہ بناتا[ فتاوی رضویہ مترجم ج،۲۹،ص،۱۱۳] اور یہ بھی حق ہے کہ سب سے پہلے اپنے نبی کے نور کو پیدا فرمایا مصنف عبد الرزاق میں ہے عبد الرزاق عن معمر عن ابن المنکدر عن جابر قال: سألت رسول الله صلی الله علیه وسلم عن أول شیء خلقه الله تعالی؟ فقال: هو نور نبیك یا جابر خلقه الله،ثم خلق فیه کل خیر وخلق بعده کل شیء، وحین خلقة أقامه ود امه من مقام القرب اثنی عشر ألف سنة (المصنف ص٦٤-٦٥)

اور بندگان خدا کو دین حق کی طرف دعوت دینے کے لیے انبیاء کرام و رسلانِ عظام علیہم الصلاۃ والسلام کی مقدس جماعت کو یکے بعد دیگرے مبعوث فرمایا،اور اخیر میں اپنے محبوب دانائے غیوب حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر باب نبوت ورسالت کو ہمیشہ کے لیے بند کر دیا اور فرمایا:” ما کان محمد ابآ احد من رجالکم ولٰکن رسول الله وخاتم النبین وکان الله بکل شئی علیما“ترجمہ:” محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اورسب نبیوں میں پچھلے

اوراللہ سب کچھ جانتا ہے‘‘[کنزالایمان،الاحزاب:۴۰]

اور دنیاوالوں کومحبوب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتایا کہ:”لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون“ یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ہاں میرے بعد نائب ہوں گےاور کثرت سے ہوں گے۔

دعوت وتبلیغ اور رشد وہدایت کا سلسلہ قائم رکھنےاورلوگوں کے دلوں میں عشق الٰہی اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قندیل روشن کرنے کے لیےاس خاک دان گیتی میں علما وفضلا اور صلحا وصوفیاے کرام کی مقدس جماعت کو ہر دور میں بھیجا اور قیامت تک بھیجتا رہے گا جو آیات قرآن، احادیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، آثار صحابہ،اقوال فقہا اور ارشادات صوفیہ کے ذریعے فرزندان توحید ورسالت کے قلوب واذہان میں خشیت الٰہی عشق مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا چراغ روشن کرتے رہیں گےاور گم گشتگان حق کو راہ حق کی ہدایت دیں گے۔ یہ محبوبان بارگاہ رب لم یزل کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی حیات مستعار کے ہرلمحہ کوشریعت اسلامیہ کی ترویج واشاعت کے علاوہ کسی اور کاموں میں صرف نہیں کرتے، ہرلمحہ خوف خدا ان کے پیش نظر ہوتا،اور عملی طور پرکلام الٰہی:انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء“ کی تفسیر،اورحدیث پاک”العلماء ورثة الأنبیاء“ کی توضیح ہوتے ہیں۔

انھیں وارثین انبیاء میں میرے پرداداسراج السالکین،قطب العارفین،صوفی باصفا حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ غلام محی الدین حفیظی قدس سرہ العزیز[ولادت: ۱۸۹۲ء،متوفی:۱۹۳۹ء] ہیں اور آپ کے فرزند اکبر خیر الاذکیا،شاعر فطرت،مناظر اہل سنت،قدوۃ العلما،عمدۃ العارفین،سلطان المبلغین،صوفی باصفا،طوطیِ بہار وبنگال،حضرت علامہ مولانا الشاہ ابوالعلیٰ اصغر وحیدی کوچگڑھی قدس سرہ النورانی بھی ہیں۔[ولادت: ۱۹۲۵ء،متوفی:۱۸؍دسمبر ۱۹۸۸ء، بروز منگل] جوعلم وفضل کے اعلیٰ مقام پرفائز ہونے کے ساتھ ساتھ میدان خطابت کے عظیم شہسوار،شعر وسخن کے ماہرفن،سنیت کے علمبردار اور رد



وہابیت ودیوبندیت کے لیے شمشیر برہنہ تھے۔ہمارے خاندان کے ان دونوں بزرگوں نے اپنی زندگی کے قیمتی اوقات کو دین اسلام کی خدمت اور شریعت مطہرہ کی اشاعت کے لیے گزاردی،دونوں بزرگوں کی سعی پیہم اور مساعیِ جمیلہ سے شمال ہند خصوصاً گوشۂ سیمانچل میں اسلامی عقائد ونظریات کی کافی اشاعت ہوئی اور وہابیت ودیوبنت کا قلع قمع ہوا۔انھیں بندگان خدا کے علمی کارنامے،تبلیغی دوروں کے اثرات اور ان کی قدر ومنزلت نسل نو کے اذہان وقلوب میں اتارنے کے لیے فقیر راقم السطور(محمد شاہ مخدوم رضا اشرفی جامعی) نے بتوفیق الٰہی اس رسالہ کو ترتیب دینے کی سعی کی اور بحمدہ تعالیٰ ارباب قلم کی معاونت سے کامیابی ملی۔حالانکہ میرے حاشیہ ذہن میں یہ نہ تھا کہ یہ کام اتنی جلدی کرسکوں گا یا کروں گا۔البتہ اس کام کا ارادہ اس وقت سے تھا،جب میں دارالعلوم شیخ احمد کھٹو،سرخیز احمد آباد گجرات میں درجۂ ثالثہ میں زیر تعلیم تھا۔اسی دوران میرے مشفق ومربی فقیہ عصر حضرت علامہ مفتی مبشر رضا ازہر مصباحی مدظلہ العالی والنورانی کے والد بزرگوار استاذ الاساتذہ حضرت مولانا نذیر احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات پرمختصر مگر جامع مضمون ماہنامہ کنزالایمان میں میری نظر سے گزرا اسی وقت میرے دل میں یہ خیال آیا کہ دادا اور پردادا علیہما الرحمہ کی سیرت وسوانح پرکتاب ترتیب دینا ہے۔

سال گزشتہ ”الجامعۃ الرضویہ کلیان (ممبئی) مہاراشٹر“ سے مجلّہ ”المختار کلیان“ کا گوشہ سیمانچل نکلنے والا تھا اسی کے لیے میرے مشفق ومربی،تاجدار قلم،پیر طریقت حضرت علامہ مولانا خواجہ ساجد عالم لطیفی مصباحی مدظلہ العالی نے ایک جامع مقالہ قلمبند فرمایا پھرکسی وجہ سے المختار کا خصوصی شمارہ گوشہ سیمانچل شائع نہیں ہوسکا،امسال خیال آیا کہ دادا کی شام وسحر دیکھنے والوں سے رابطہ کرکے چند مضامین پرمشتمل مستقل رسالہ مرتب کیا جائے،بہر حال اہل محبت سے گزارش کی۔اور کثیر مصروفیات کے باوجود قلمی معاونت سے عزت افزائی فرمائی،اللہ پاک ان سب کو بزرگان دین کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے اور دارین کی سعادتوں سے سرفراز فرمائے آمین یارب العالمین۔

**قارئین سے گزارش:**

یہ میری پہلی قلمی کاوش ہے تحریر وتحقیق کے اصولوں سے نابلد ہوں، اس لیے قارئین کو کہیں کوئی کمی وکوتاہی یا غلطی نظر آئے تو راقم الحروف کو مطلع فرمائیں آئندہ ہم اس کی تصحیح کرلیں گے اور شکر گزار رہوں گے۔

**ہدیہ تشکر:**

☆ شیخ الاسلام والمسلمین رئیس المحققین سند المفسرین حضرت علامہ سید شاہ محمد مدنی اشرفی جیلانی دام ظلہ العالی جانشین حضور محدث اعظم ہند کچھوچھہ مقدسہ اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود دعائیہ کلمات تحریر فرما کر ہمارے حوصلوں کو قوت بخشی۔

☆ میرے مشفق استاذ، برادر اکبر، ماہر درسیات، استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ولی اصغر وحیدی دام ظلہ العالی، جو شاہراہ حیات کے ہر موڑ پر رہنمائی کرتے رہتے ہیں، انھوں نے اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود دعائیہ کلمات تحریر فرما کر حوصلہ افزائی فرمائی۔

☆ میرے محسن ومربی، استاذی الکریم، فقیہ عصر، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی دام ظلہ جو تعلیم وتربیت، تحریر وقلم اور فقہ فتاویٰ کے میدانوں میں رہنمائی فرماتے رہتے ہیں۔ آپ اپنے کثیر علمی وقلمی مشاغل، اور تدریسی مصروفیات کے باوجود رسالہ کے ترتیب وتہذیب میں خاص توجہ فرمائی اور گراں قدر تقریظ رقم فرما کر کتاب کی قدر ومنزلت کو بلند بالا فرمادیا۔

☆ پیکر اخلاق ومحبت، خطیب بے مثال، مبلغ اسلام، ہمدرد قوم وملت، محقق رضویات حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر حسن رضا (پی ایچ ڈی، پٹنہ) بہار مدظلہ العالی نے علالت چشم، اور کثیر تبلیغی دوروں کے باوجود اپنے محبّ ومحترم حضرت طوطیٔ بہار و بنگال (علیہ الرحمہ) کی خدمات وکاوشات پر مضمون تحریر فرما کر اس رسالہ کی اہمیت وافادیت میں اضافہ فرمایا۔



☆ مفکر قوم وملت امیر القلم حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی دام ظلہ العالی نے آج سے تقریباً دس سال قبل حضرت طوطیٔ بہار و بنگال اور آپ کے والد بزرگوار حضرت علامہ الحاج الشاہ غلام محی الدین قدس سرہما العزیز کے احوال وآثار کو بڑی محنت وجاں فشانی کے ساتھ کاملانِ پورنیہ، جلد دوم میں مرقوم فرمایا تھا۔ پھر انہوں نے اسی مضمون کو اس رسالہ میں شامل فرمانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

☆ میرے دیرینہ کرم فرما، مشفق ومحترم تاجدار علم وقلم، گل گلزار وحیدیت، پیر طریقت حضرت علامہ مولانا خواجہ ساجد عالم لطفی مصباحی مدظلہ العالی، جو اس رسالہ کے اصل محرک ہیں، بچپن سے اب تک میری تعلیم وتربیت میں ہمیشہ اہم کردار ادا کرتے آئے ہیں۔ انہوں نے اپنے تمام تر مشغولیت کو نظر انداز کر کے اپنے دیرینہ قلبی لگاؤ کا ثبوت دیتے ہوئے ایک جامع مضمون عطا فرما کر اس رسالہ کو مستند وباوقار بنادیا۔

☆ ادیبِ شہیر، تاجدار فصاحت وبلاغت، شاعر فطرت، حضرت علامہ مولانا شاکر اصغر رضوی دام ظلہ نے کرم نوازی فرمائی کہ حضرت طوطیٔ بہار و بنگال (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے اپنے قدیم روابط وتعلقات کا روشن باب ضبط تحریر فرما کر اس کتاب کو اعتبار واستناد بخشا۔

☆ محبّ گرامی، عالی قدر، خیر الاتقیاء حضرت علامہ مولانا محمد شبیر احمد دام ظلہ نے دو عظیم خانقاہوں کے درمیان گہرے تعلقات وروابط کو خوبصورت انداز میں بیان فرما کر کتاب کی زینت میں اضافہ فرمایا۔

☆ عم مکرم استاذ القراء، شاعر اسلام حضرت مولانا قاری ظفر العلیٰ تحسینی وبرادر اکبر حضرت حافظ وقاری مشاہد العلیٰ نوری نے اپنی اپنی منقبتوں سے کتاب کی خوبصورتی میں چار چاند لگادیا۔

☆ تمام رفقائے درس خصوصاً مولانا محمد رضا مرکزی، مولانا محمد سلیمان مصباحی، مولانا تنویر احمد ضیائی، مولانا اعظم رضا مرکزی، مولانا شاکر عالم رنگ بلالی (جو اس وقت

میرے ساتھ سال اخیر میں تربیت افتا میں رفیق درس ہیں ) نے اس کتاب کی کمپوزنگ، پروف ریڈنگ اور سیٹنگ میں کافی محنت ومشقت کی، جس کی وجہ سے یہ رسالہ پائے تکمیل تک پہنچا۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ مقدس میں دعا گو ہوں کہ جملہ رفقاے درس اور اہل قلم ومعاونین کو بزرگان دین کے صدقے علم نافع عطا فرمائے، اور دونوں جہاں میں کامیابی وکامرانی سے سرفراز فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

اس موقع پر والد گرامی شاہ فیض عالم اور والدہ مکرمہ اطال اللہ عمرھا اور برادر گرامی شاہ اشرف رضا کا ذکر نہ کروں تو بڑی ناسپاسی ہوگی کیوں کہ ان حضرات نے گھریلوں امور سے آزاد رکھ کر تعلیم وتربیت کی شاہراہوں پر کھڑا رہنے کی ہمیشہ ترغیب وہدایت فرمائی۔

☆ عرس کمیٹی اور جملہ معاونین کا تہ دل سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں مالی تعاون کیا۔ اللہ پاک ان کے تمام جائز مرادوں کو پوری فرمائے، اوران کے جملہ مرحومین کی بے حساب مغفرت فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کام وہ لے لیجیے تم کو جو راضی کرے　　　ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود۔ ع

طالب دعا محمد شاہ مخدوم رضا اشرفی جامعی



# دعائیہ کلمات

شیخ الاسلام والمسلمین، رئیس المحققین، سند المفسرین
حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی جانشین حضور محدث اعظم ہند کچھوچھہ مقدسہ

حامداً ومصلیاً ومسلماً

میرے بیٹے عزیز سعید مولانا سید حمزہ اشرف سلمہ نے بتایا کہ مولانا مخدوم رضا اشرفی فاضل جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ جو اس وقت عزیز گرامی مولانا مفتی مبشر رضا ازہر مصباحی کے پاس فتوی نویسی کی تربیت حاصل کررہے ہیں، وہ اپنے دادا حضرت مولانا ابوالعلی اصغر وحیدی علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات سے متعلق علماے کرام کے مضامین کا مجموعہ بنام ''طوطیِ بہار وبنگال سیرت وشخصیت'' نکال رہے ہیں، جو بلا شبہہ یہ ایک قابل تحسین امر ہے۔

اللہ تعالی سے دعا گو ہوں کہ مرتب کی اس کاوش ومحنت کو قبول فرمائے اور یہ مجموعہ خاندان کے جمیع افراد کے لیے توشۂ آخرت ثابت ہو۔ آمین بجاہ اشرف المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقط والسلام علی من اتبع الھدیٰ

ابوالحمزہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی غفرلہ
جانشین مخدوم الملت حضور محدث اعظم قدس سرہ کچھوچھہ مقدسہ

# تقریظ جلیل

حضرت مفتی ولی اصغر وحیدی ☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

بنامِ جہاں دار جاں آفریں　　حکیم سخن در زباں آفریں

(شیخ سعدی)

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع جو دانا ہے اور زبان کو قوت گویائی دینے والا ہے۔

یہ جان کر بڑی مسرت وشادمانی ہوئی کہ برادر گرامی فاضل نوجوان عزیزم مولانا مخدوم رضا اشرفی جامعی سلمہ الباری نے خیر الاذکیا، شاعر فطرت، مناظر اہل سنت، قدوۃ العلما، سلطان المبلغین، صوفی باصفا، طوطی بہار و بنگال، حضرت علامہ مولانا الشاہ ابوالعلی اصغر وحیدی کوچگڑھی قدس سرہ النورانی [ولادت: ۱۹۲۵ء/متوفی: ۱۸/دسمبر ۱۹۸۸ء، بروز منگل] کی سیرت وسوانح پر مشتمل اہل قلم کی چند نگارشات کو یکجا کیا ہے اور مرتب کر کے عنقریب پریس کے حوالہ کرنے والے ہیں۔ ہمارے خاندان کے اکابر علمانے ہر دور میں دین متین کی تبلیغ وترویج میں خاطر خواہ حصہ لیا مگر صرف تبلیغ وتقریر ہی کو ذریعہ بنایا اور تحریر وتصنیف کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی، اس لیے علمی منظر نامے سے دور رہے۔ تحریری کاموں کی طرف توجہ نہ دینے کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت اس علاقے میں تعلیم یافتہ حضرات کم تھے اور عقائد ونظریات اور مراسیم ومعمولات میں جہالت زیادہ تھی اس لیے ضرورت تھی کہ تحریر کے بجائے تقریر کی طرف توجہ دی جائے اور وعظ وخطابت کے ذریعے امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی کی جائے۔ اور ہر شخص یہ جانتا ہے کہ تقریر کی اثر انگیزی جب تک



باقی رہتی ہے تب تک مقرر کا تصور بھی باقی رہتا ہے اور جوں جوں مقرر کا عہد ختم ہوتا ہے اس کا وجود بھی دفن ہوتا جاتا ہے، کچھ یہی ہمارے خاندان کی علمی وعبقری شخصیات کا بھی ہوا کہ دینی خدمات خوب انجام دیں مگر قلمی میدان کا رخ نہ کرنے کی وجہ سے علمی منظر نامے میں نہیں آسکے۔

ہمارے اور پورے خانوادہ کے لیے خوش آئند بات ہے کہ میرے شاگرد برادر عزیز فاضل نوجوان مولانا شاہ مخدوم رضا اشرفی جامعی سلمہ (جو اس وقت مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی کی خدمت میں رہ کر فقہ وفتاویٰ کی تربیت حاصل کر رہے ہیں اور عنقریب سندِ افتا سے سرفراز ہونے والے ہیں) نے پیش قدمی کی اور طوطی بہار و بنگال کی سیرت وشخصیت پر مشتمل پہلی بار ایک دستاویزی مجموعہ نکالنے میں کامیاب ہوئے۔

اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ میں التجا ہے کہ عزیز موصوف کی اس تحریری کاوش کو قبول فرمائے، قرطاس وقلم کا ذوق زندہ رکھے، اور اس مجموعہ کو شرف قبولیت بخشے۔ آمین یا رب العلمین بجاہ سید المرسلین علیہ و علیٰ الہ و صحبہ أجمعین

فقط

ولی اصغر وحیدی

دار العلوم شیخ احمد کھٹو سرخیز احمد آباد گجرات

# تقریظ جمیل

## حضرت مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی ☆

**بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**

حامداً ومصلیاً ومسلماً

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ خالقِ کائنات قدیم وباقی ہے اور مخلوقات ارض وسما حادث وفانی ہیں جیسا کہ رب تبارک وتعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے: کل من علیھا فان ویبقیٰ وجه ربك ذوالجلال والاکرام ۔[الرحمٰن ۲۶،۲۷] ترجمہ: زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمھارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا۔ (کنز الایمان) لیکن کائنات میں کچھ چیزیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو فنا ہوکر بھی باقی رہتی ہیں، اور تاریخ کے صفحات میں اپنا لازوال اثر چھوڑ جاتی ہیں۔ یہ وہ نفوس قدسیہ ہوتی ہیں جو اپنے وجود کو واجب تعالیٰ کی رضا اور دین وسنیت کی سرفرازی وسربلندی کے لیے وقف کر دیتی ہیں۔ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل ان کی زندگی کا اصل مقصود ومنشور ہوتا ہے۔

ماضی قریب میں جن عباقر اسلام نے بہار و بنگال خصوصاً سیمانچل کے گرد ونواح میں دین وسنیت کی بیش بہا خدمات انجام دیں، تبلیغی دورے کیے، تقریریں کیں اور جلسے منعقد کیے ان میں ایک ناقابل فراموش نام طوطیٔ بہار و بنگال حضرت علامہ مولانا ابوالعلیٰ اصغر وحیدی علیہ الرحمہ کا آتا ہے۔ جنھوں نے شاہراہ علم وادب اور رشد وہدایت کے ہر موڑ پر امت مسلمہ کے لیے فلاح وظفر اور فوز مبین کے لیے اسلحے نصب کیے۔ ان کی زندگی کا طائرانہ جائزہ لینے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ دل میں دین وملت کا درد رکھتے تھے نباض طبیعت کے مالک تھے، جہاں ضرورت محسوس کرتے وہاں کے لیے رخت سفر باندھ لیتے،



خود بھی جاتے اور خطبا وشعرا کو بھی مدعو کرتے۔ کاملان پورنیہ جلد دوم میں شائع شدہ ان کے نام علما ومشائخ کے خطوط سے اندازہ ہوتا ہے وہ علما ومشائخ کی نظر میں محبوب ومرکوز تھے اور ان کی زندگی کا بیشتر حصہ تبلیغ دین کے لیے وقف تھا۔ ”مشرقی بہار اور پورے بنگال میں جلسہ چھوٹا ہو یا بڑا، ان کی شرکت لازمی اور واجبی سمجھی جاتی تھی۔ چھوٹے جلسوں میں وہ خطیب خاص ہوتے تھے اور بڑے جلسوں میں خطیب اوسط ہوتے تھے۔ کیوں کہ وہاں ملک کے مشاہیر خطبا مدعو ہوتے تھے۔ حضرت طوطیٔ بہار و بنگال اور ان کے سگے بھائی حضرت مولانا محمد عین العلیٰ، جو ثانی بلبل سے معروف تھے، چوں کہ بہت خوش گلو بھی تھے۔ نعت نبی اس قدر جھوم کر پڑھتے کہ مجمع عام خود بخود جھوم جاتا تھا اور تڑپ اٹھتا تھا۔ آپ کہیں کہیں نقابت بھی شاندار کرتے تھے۔ کیوں کہ الفاظ اور برمحل اشعار کا ذخیرہ آپ کی نوک زبان پر رہتا تھا اور بعض مواقع پر آپ جلسوں کی صدارت اور سرپرستی بھی فرماتے تھے۔ ضرورت پڑنے پر بدمذہبوں سے ڈٹ کر معرکہ آرائی بھی کرتے تھے۔ غرض ہر فن مولیٰ تھے۔“

”حضرت طوطیٔ بہار چشتی ابوالعلائی تھے۔ تمام تر تعلیم وتربیت درسگاہ بریلی کی تھی۔ اس لیے فکر وعقیدہ کے معاملہ میں ان کا رنگ اور آہنگ بڑا ہی کھرا اور خالص تھا۔ بلفظ دیگر آج کی تعبیر واصطلاح میں مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے داعی ونقیب تھے اور علمائے بریلی سے ان کا رابطہ بہت ہی گہرا تھا۔ تاجدار اہل سنت سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے سچے چہیتے اور فدائی تھے۔ کاش! وہ آج ہوتے اور میں ان سے ملتا، تو وہ سرکار مفتی اعظم ہند کے پورنیہ دوروں کی داستان نہایت دلچسپی اور تفصیل سے سناتے۔ ان کی شخصیت کا پھیلاؤ اور دائرۂ عمل کی وسعت کی شہادت کے لیے ہم نیچے میں مشاہیر ہند کے چند خطوط درج کرتے ہیں۔ تاکہ یہ محفوظ ہوجائیں اور جن سے یہ اندازہ لگانا بھی بالکل آسان ہوجائے کہ کیسی شخصیت تھی اور ان کا دائرۂ کار کتنا پھیلا ہوا تھا“۔ (کاملان پورنیہ جلد دوم ص۴۷)

ممدوح گرامی کی زیارت سے میں مشرف نہیں ہوسکا کیوں کہ میں نے جب شعور وآگہی کی آنکھیں کھولیں، تعلیم وتربیت کی راہ پر قدم رکھا تو وہ اس وقت دنیائے فانی سے

رخصت ہو چکے تھے،مگر ان کا تذکرہ اپنے والد گرامی حضرت مولانا نذیر احمد رضوی علیہ الرحمہ اور والدہ مرحومہ سے برابر سنتا رہتا تھا، والدین کے پاس جب بھی کسی شاعر یا نعت خواں کا ذکر چھڑتا تو والدہ صاحبہ یا والد صاحب فوراً مولانا ابوالعلی کا تذکرہ ضرور کرتے اور بولتے ان کی آواز کی مٹھاس آج بھی کانوں میں رس گھولتی ہے۔اور کہتے جب وہ کسی جلسہ میں جاتے تھے تو بکھرا ہوا مجمع یکجا ہو جاتا تھا۔میں نے براہ راست ان کی مت بھری آواز نہیں سنی ہے مگر اس خاندان کے فرزندوں بالخصوص حضرت مفتی ولی اصغر وحیدی اور قاری ظفر العلی وغیرہم کی مترنم آواز سے لطف اندوز ضرور ہوا ہوں اور ہوتا ہوں،ان حضرات کی آواز سن کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ وارث کی آواز میں جب اس قدر دلکشی ہے تو مورث کی آواز میں کس قدر جاذبیت رہی ہوگی۔کیوں کہ اولاد اپنے والد کا مظہر ہوتاالولد سر ابیہ۔

میرے والد گرامی برابر ان کا تذکرہ کرتے رہتے اور کہتے وہ بہت مہمان نواز،علما نواز اور قدرداں تھے،جب بھی اِدھر آتے ہمارے یہاں ضرور آتے اور کہتے میں بھی ادھر جاتا تو جب تک مولانا سے ملاقات نہیں کرتا واپس نہیں آتا ہے۔اور آج بھی وہ رشتہ قائم ہے۔اللہ کرے تا قیامت یہ رشتہ محبت قائم وسلامت رہے۔

صاحب تذکرہ ہی کی اچھی تعلیم وتربیت ہی کا اثر ہے کہ ان کے شہزادگان شاہ فیض عالم،شاہ ضیاء الرحمٰن ،مولانا شاہ غالب ،شاہ نور مرحوم ،قاری ظفر العلی ،اکمل رضا، اجمل رضا،بھی بڑے بااخلاق مہمان نواز اور علما نواز ہیں،رشتوں کو نبھانا ان کے فرزندوں کا ممتاز وصف ہے۔

خیر!پیش نظر مرتب کردہ رسالہ’’طوطی بہار و بنگال: سیرت وشخصیت‘‘ میں عزیز گرامی مولانا محمد شاہ مخدوم رضا اشرفی جامعی نے حضرت مولانا ابوالعلی اصغر وحیدی علیہ الرحمہ کی سیرت وسوانح سے متعلق بکھرے ہوئے مضامین کو یکجا کیا ہے جو نسل نو کے لیے یقیناً خوش آئند خبر ہے،اس مجموعہ میں ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی،مولانا خواجہ ساجد عالم لطیفی مصباحی ،مولانا شاکر اصغر رضوی پورنوی کے علاوہ محقق رضویات حضرت مولانا



ڈاکٹر حسن رضا خان پی ایچ ڈی پٹنہ کی بھی قیمتی تحریر شامل ہے اس لیے اس مجموعہ کی اہمیت اور دوبالا ہوگئی ہے چوں کہ ڈاکٹر صاحب ایسے شخص ہیں جنھوں نے درجنوں جلسوں میں مولانا ابوالعلی علیہ الرحمہ کے ساتھ شرکت کی اور سفر وحضر میں ساتھ رہے بلکہ کبھی کبھار تو ایسا بھی ہوا سیمانچل میں جب ہفتہ،عشر بعد دوسری جگہ ڈاکٹر صاحب کا پروگرام ہوتا تو آپ گھر واپس تشریف نہیں لے جاتے بلکہ مولانا علیہ الرحمہ کے گھر قیام فرماتے۔پھر وہیں سے پروگرام میں جاتے۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا علیہ الرحمہ خلیق اور مہمان نواز اور علما نواز تھے۔

اسی خاندان ابوالعلائیہ کے چشم وچراغ نبیرۂ مولانا ابوالعلی عزیز گرامی مولانا محمد شاہ مخدوم رضا اشرفی جامعی سلمہ الباری اس وقت میرے پاس فتوی نویسی (سال اخیر) کی تربیت حاصل کر رہے ہیں بحمدہ تعالیٰ یہ بھی اپنے خاندان کے روش پر قائم ہیں،اور اپنا علمی سفر جاری رکھے ہوئے ہیں۔ان کا تحریری ذوق زندہ ہے یہ مجموعہ اسی زندہ دلی کا بین ثبوت ہے۔ امید ہے کہ اپنے جد امجد کے طرز عمل پر قائم رہتے ہوئے دین وسنیت کی خدمات انجام دیں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے مرتب موصوف کی کاوش کو قبول فرمائے اور دین وسنیت کی خدمت کرنے کی مزید توفیق رفیق بخشے۔آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ فقط والسلام

دعا گو ودعا جو

محمد مبشر رضا ازہر مصباحی

صدر مفتی نوری دارالافتاء سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ بھیونڈی ضلع تھانے

شیخ الحدیث وصدر شعبہ افتاء وتحقیق جامعہ رضویہ کلیان ضلع تھانے مہاراشٹر

# اظہار مسرت

## حضرت مولانا محمد انصر رضا امجدی ☆

یہ جان کر بڑی مسرت ہوئی کہ نبیرۂ طوطیِ بہار و بنگال محترم مولانا مفتی شاہ محمد مخدوم رضا اشرفی جامعی زید علمہ واقبالہ اپنے دادا جان خیر الاذکیا، شاعر فطرت، مناظر اہل سنت، قدوۃ العلما، طوطیِ بہار و بنگال، حضرت علامہ مولانا الشاہ ابوالعلیٰ اصغر وحیدی کوچگڑھی قدس سرہ النورانی کی سیرت وسوانح پر مشتمل اہل قلم کے قیمتی نگارشات کا مجموعہ نکالنے جا رہے ہیں۔ یہ کام تو بہت پہلے ہی ہونا چاہیے تھا مگر صاحب تذکرہ کے انتقال کے تقریباً ۳۵ر سال بعد ہوا۔

خیر! ع اے رضا ہر کام کا ایک وقت ہے

سیمانچل کی کثیر علمی وادبی شخصیات علمی منظر نامے میں اس لیے نہ آسکیں کہ وقت پر ان پر کام نہیں ہوسکا، یا کام ہوا مگر وسائل کی کمی کی وجہ سے منظر عام پر نہیں آیا؟ ہمارے لیے یہ بے پناہ مسرت کی بات ہے کہ مرتب موصوف نے سیمانچل کی ایک باکمال اور قد آور شخصیت کے احوال وآثار کو جمع کیا، اور ہمیں ایک نباض شخص کی شام وسحر سے واقف کرایا۔ اگر علمی خاندان کے وارثین اسی طرح جاگ گئے تو یقیناً اسلاف واخلاف کے علمی کارناموں اور قلمی اثاثوں سے ہم مستفیض ومستنیر ہوسکتے ہیں اور اپنے مستقبل کو روشن کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولانا مفتی مخدوم رضا اشرفی جامعی کی اس محنت کو قبول فرمائے اور ہر فرد کو اپنے خاندان کی کم شدہ تاریخ محفوظ کرنے کی توفیق رفیق بخشے۔ آمین

محمد انصر رضا امجدی غفرلہ



# ہدیہ تبریک

## حضرت مفتی محمد سلیمان مصباحی ☆

مجھے بے پناہ خوشی ہوئی کہ رفیق گرامی مفتی شاہ مخدوم رضا جامعی جو اس وقت تربیت افتا کے سال اخیر میں میرے ساتھ ہیں اور عنقریب (۱۰ شعبان المعظم ۱۴۴۴ھ کو) ہم سب دستار فقہ و افتا سے سرفراز ہونے والے ہیں۔ اسی موقع پر انھوں نے اپنے دادا جان علیہ الرحمہ کی سیرت و سوانح پر اہل قلم کے علمی اور تحقیقی نگارشات کو ایک ساتھ جمع کر کے شائع کرنے کا عزم کیا ہے اور اس مجموعے کا نام انھوں نے ''طوطیِ بہار و بنگال سیرت وشخصیت'' رکھا۔ یقیناً طوطیِ بہار و بنگال اپنے فکر وفن اور شعور وآگہی سے پورے بہار و بنگال کو فیضیاب کرتے رہے۔ وہ تو دنیا سے چلے گئے لیکن ان کے فکر وفن کی چاشنی اور زبان و بیان کی دلکشی کانوں کے اندر رس گھولتی رہے گی جسے کائنات فراموش نہیں کرسکتی۔ اس مجموعے میں ہندوستان کی قد آور علمی وادبی شخصیات کی تحقیقات ونگارشات شامل ہیں یقیناً اس مجموعے کے مطالعے سے جہاں رفیق محترم کے دادا کی سیرت و سوانح ابھر کر سامنے آئے گی وہیں نسل نو کو کام کرنے کا ذوق بھی بڑھے گا۔ اور اپنے اسلاف کی تاریخ، سیرت اور اوراق حیات کو محفوظ کرنے کا حوصلہ ملے گا۔ رفیق محترم نے تعلیم وتربیت کے دوران ہی اپنے دادا و پردادا کی مختصر سیرت وسوانح کو جمع کر کے ایک علمی کام انجام دیا۔ میں اس عظیم پیشکش پر رفیق درس ہونے کی حیثیت سے انھیں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں، چونکہ رفیق محترم نے اپنے تعلیمی فرائض کو انجام دیتے ہوئے بڑی عرق ریزی اور تیزی کے ساتھ یہ کام انجام دیا ہے اس لیے مزید ہدیہ تبریک وتحسین کے گلدستے پیش کرتا ہوں۔ اور بارگاہ رب العالمین میں دعا کرتا ہوں کہ انھیں ہر موڑ پر کامیابی وکامرانی عطا فرمائے اور جن حضرات نے اس علمی کام میں دست تعاون دراز کیا ہے انھیں دین ودنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد سلیمان مصباحی مہراج گنج

# ہدیۂ تہنیت

## حضرت مفتی محمد رضا مرکزی☆

اپنی تاریخ کو جو قوم بھلا دیتی ہے
صفحۂ دہر سے وہ خود کو مٹا دیتی ہے

ہمیں اپنے اسلاف واخلاف کی حیات وخدمات، ارشادت وفرمودات کو صفحہ قرطاس پر ضرور محفوظ کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں نبیوں اور ان کے اقوام کے حالات وواقعات کو بیان فرما کر آنے والی تمام نسل انسانی کو ان کے عروج وزوال سے آگاہ فرمایا ہے۔ اکابرین کی حیات وخدمات کے مطالعے سے زندگی میں تقویٰ وطہارت، خوف وخشیت، عبادت وبندگی، صداقت ودیانت، ہمت وجرأت جیسے صفات پیدا ہوتے ہیں اور احقاق حق وابطال باطل کا شعور بھی پیدا ہو جاتا ہے۔

ریاست بہار بالخصوص علاقۂ سیمانچل، جہاں کی مٹی نے ان گنت ہیرے اور جواہر پارے کو جنم دیا اور وہ پورے آفاق عالم میں پھیل گئے، اور اپنی علمی لیاقت، خداداد صلاحیت، قلمی کاوشات، تدریسی خدمات اور تبلیغ وترویج کے ذریعہ ملک وملت کے مختلف گوشوں میں رہ کر دین وسنیت کی نشر واشاعت میں ہر لمحہ سر گرداں رہے اور گم گشتگان حق کو صراط مستقیم کی ہدایت کرتے رہے، لیکن گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ ان کے ارشادات و فرمودات اور خدمات وکاوشات کو ضبط تحریر میں نہ لانے کے سبب ان کی قدر ومنزلت کی معرفت نہیں ہو سکی۔

انہیں اسلاف واخلاف میں سے ایک نامور شخصیت طوطی بہار وبنگال مناظر اہل سنت حضرت علامہ مولانا ابوالعلیٰ اصغؔر وحیدی علیہ الرحمہ کی بھی ہیں جن کی حیات کے شب



وروز خدمت خلق اور فروغ سنیت میں گزری ہے، آپ نے اپنی وعظ ونصیحت، تبلیغی دوروں اور محنت ومشقت سے بہتیرے گم گشتگان حق کو راہ حق کی ہدایت دی اور ان کے دلوں میں ایمان واسلام کا حقیقی چراغ روشن کیا جو ہنوز روشن ہے اور ان شاء اللہ تا قیامت روشن رہے گا۔ میں نے انہیں دیکھا نہیں ہے مگر ان کی مترنم آواز، عمدہ فکر وخیال اور ملی وقومی درد کا چرچہ خوب سنا ہے۔

بہت خوش آئند بات ہے کہ ان کی خدمات کو نسل نو تک پہچانے کے لیے اسی خاندان کے چشم وچراغ رفیق گرامی حضرت مولانا مفتی محمد شاہ مخدوم رضا اشرفی جامعی نے اہل قلم کے قلمی تعاون سے ایک رسالہ بنام ''طوطی بہار وبنگال سیرت وشخصیت'' ترتیب دیا ہے جو یقیناً قابل تعریف لائق مدح وستائش کے ساتھ قابل تقلید عمل بھی ہے۔

بارگاہ رب العلی میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مرتب موصوف کی اس کاوش کو مقبول عوام وخواص فرمائے اور مزید دین متین کی خدمت کرنے کی توفیق رفیق بخشے۔ اور جن حضرات نے کتاب کی اشاعت میں دست تعاون دراز کیا اللہ عز وجل انہیں بھی دارین کی سعادتوں اور برکتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین بجاہ محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محتاج کرم
محمد رضا مرکزی
بجرڈیہہ بائسی ضلع پورنیہ بہار

**پہلا مقالہ**

# جوئے شیر کا فرہاد

حضرت علامہ ڈاکٹر حسن رضا پی،ایچ،ڈی، پٹنہ☆

وہ سارے حرف جو لوح ازل پہ روشن ہیں
میں لکھ رہا ہوں وہی کچھ شکستہ کاغذ پر

قلم کی حرمت لکھنے میں نہیں ہے بلکہ سچ لکھنے میں ہے،موضوع کے تقاضے جب تک جذبہ نہ بن جائیں قلم کیسے اٹھے مرحلہ لکھنا نہیں ہے۔مرحلہ جذبے کا رقص میں آنا ہے معاشرتی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے لکھنا آسان ہے، جذبے کو زباں دینا بہت مشکل ہے موضع کی رفعت یہ ہے کہ ایک عاشق رسول ، جہان رضا کے چمستان کے سر سبز پھول ، بوستان شریعت کے معطر گل سر سبد اخلاص کے پیکر،عزم وہمت کے کوہ گراں ،کام کے دھنی ، چمستان سنیت کی آبیاری کی مسلسل جدوجہد کا نام ہے حضرت مولانا شاہ ابوالعلیٰ اصغری وحیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

حضرت مولانا موصوف عالم اسلام کے پاکیزہ اسلاف کے مقدس نسبتوں نعمتوں کے امین،امام عشق وفا،علم وادب کے روشن مینار، دنیائے فکر وآگہی کے تاجدار،امام احمد رضا کے مشن کو جس اخلاص ،قربانی اور تدبر سے ایک بڑے حلقہ کو رنگ میں اتار دیا، یہ ان کا ایسا کارنامہ ہے کہ رہتی دنیا تک ان کو یاد کیا جائے گا۔سنیت کے نصب العین کے تقاضوں کے مطابق نشو ونما کی ہر لمحہ کوشش کرتے رہے یعنی افراد کی فکری،اعتقادی اور اخلاقی تربیت کے کام کو جس دل جمعی سے انجام دیا ہے وہ قابل فخر بھی، قابل تعریف بھی ہے،اور قابل تقلید بھی ہے،اور خوشی کی بات یہ ہے کہ یہ سب خدمات اعزازی تھی۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ لیڈر شپ اور رہنمائی کی صلاحیت آپ کے اندر بدرجہ اتم تھی ، یہ بات اپنی جگہ طے ہے کہ کسی نظریاتی ،شرعی اور اعتقادی تحریک کے رہنما کا اولین وصف یہ ہوتا ہے کہ تحریک کے



نصب العین کا واضح شعور ہو اور اس شعور کو دوسروں تک پہونچانے کا یا منتقل کرنے کی تفہیمی اور ابلاغی صلاحیت بھر پور ہو، اور ہم عصر تحریکوں سے واقفیت وقت کے نظریات وتصورات کے اشکالات وسوالات سے الجھے ہوئے ذہنوں کو مطمئن کرنے کی صلاحیت بھی ہو۔

حضرت علامہ موصوف کو میں نے بہت قریب سے دیکھا ہے کہ یہ سارے صفات کے جامع تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو بے شمار خوبیاں عطا کی تھی اسمیں ایک یہ بھی ہے کہ آپ پر کشش آواز سے بھر پور انداز میں نوازے گئے تھے۔حضرت قوم کی نفسیات کے مطابق گفتگو کرتے تھے جب مثنوی شریف کے اشعار پڑھتے تو ہر دل میں اتر جاتے تھے، اکثر ایسا دیکھا گیا کہ بالکل بگڑا ہوا بدعقیدہ بھی ان کا دیوانہ ہو جاتا تھا اور یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا تھا۔

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا     میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

ان کے کام کرنے کی یہ خوبی کم لوگوں میں پائی جاتی ہے کہ میں نے یہ دیکھا کہ ملت کے بااثر حلقہ اور معروف شخصیات کو قریب کرنے کا ہنر ملکہ کی درحد تک حاصل تھا اور اپنے اخلاقی روش اور علمی وقار سے قریب کرکے ان کی سرپرستی کرنے اور ان کے ذریعہ اس علاقہ کے ماحول کو سنیت کا لالہ زار بنانے کے لئے پکا سپاہی، دین کا بنا دیتے۔ بڑی آسانی سے عوام کا طبقہ ان کے مشن کے قریب ہو جاتا تھا اور بڑی آسانی سے معرکہ سر کر لیتے تھے۔

علامہ موصوف عزم وحوصلہ کے کوہ گراں تھے،مخالف ترین ماحول میں ایک ایک مہینہ کا پروگرام ترتیب دیتے اور اکابر علماء ومشائخ کو مدعو کرنے میں خصوصیت کے ساتھ حضرت پاسبان ملت مولانا مشتاق احمد نظامی ،علامہ ارشد القادری، حضرت سید مظفر حسین کچھوچھوی، حضرت سید اظہار اشرف کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم، راقم تحریر موجود ہوتے ، دن میں پلاننگ ہوتی کہ ان کو (قوم کو) کیسے سدھارا جائے ،اور میلاد النبی کے جلسے رات ودن ہوتے عوام وخواص کی شرکت بھر پور ہوتی، منگیری شجرہ کو لوگ بھرے مجمع میں پھاڑ دیتے اور اشرفی سلسلہ کے سلسلہ ذہب سے جڑ جاتے۔ کبھی مناظرے کی ضرورت پڑتی تو اس میں پیش پیش رہتے ،الحمد للہ ان کی سرپرستی میں جتنے مناظرے ہوئے اس میں سنیت

کی فتح ہوئی، مناظر کی حیثیت سے کبھی کبھی حضرت علامہ مفتی محمد حسین صاحب سنبھلی تشریف لاتے، اکثر مناظرہ حضرت پاسبان ملت نے فتح فرمایا، اور جا بجا مدارس دینیہ کا قیام کیا تا کہ عوام میں جہاں عقیدے کی اصلاح کا سامان ہو وہیں آنے والی نسل علم وآگہی کا پیکر بن کر ابھرے اور ساری دنیا کو اسلام کی خوبیوں سے روشناس کرے۔

☆☆☆



**دوسرا مقالہ**

# حضرت مولانا **ابوالعلی** اوران کے دادا پیر ووالد

## احوال وآثار

حضرت ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی☆

### شاہ محمد محی الدین حفیظی لطیفی علیہ الرحمہ

برہان پورنیہ حضرت مولانا شاہ محمد حفیظ الدین لطیفی قدس سرہ [متوفی: ۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۵ء] یہ وہ شخصیت ہیں، جو میری آٹھ دس سالہ تحقیق ومطالعہ میں قدیم پورنیہ کے، پہلے سند یافتہ عالم دین ہیں۔ ان کی زندگی کا ابتدائی حصہ تحصیل علم کے لیے لکھنؤ اور دہلی میں گزرا اور پھر حصول سلوک معرفت میں عظیم آباد میں نکل گیا۔ تب پھر عملی حیات کا جو اکثر حصہ پورنیہ سے باہر ہی پٹنہ اور سہسرام میں بیت گیا۔ اس طرح ان کے علم وفضل سے عرصہ دراز تک ان کا اپنا وطن محروم رہا۔ لیکن انہیں جب اپنے وطن کی مذہبی بدحالی کا خیال آیا، تو عمر عزیز کا کارواں اپنے منتہیٰ کی طرف تیزی سے رواں دواں تھا۔

اپنے وصال سے قریب دوعشرہ [سولہ سترہ برس] پہلے سہسرام سے اپنے وطن مالوف پورنیہ مراجعت فرمائی۔ لیکن اسی قلیل مدت میں اللہ عز وجل کے فضل وکرم سے برہان پورنیہ نے اس خطہ کے مذہبی حالات کو بہت حد تک سدھار دیئے۔ اس کے لیے انہوں نے دو دو مدرسے قائم کئے۔ ایک مدرسہ اساقت رحمت، محمدیہ اسٹیٹ، پورنیہ اور دوسرا مدرسہ لطیفیہ رحمان پور۔ مدرسہ اساقت رحمت میں خود بھی تدریس کا فریضہ انجام دیا۔ مدرسہ لطیفیہ تو ان کی خانقاہ کے پہلو میں ہی تھا۔ اس مدرسہ وخانقاہ نے واقعی ایک تاریخی ریکارڈ قائم کیا۔ یہ محض مدرسہ نہیں، مدرسہ وخانقاہ کا چولی دامن کا ساتھ تھا۔ اس لیے کم وقت میں زیادہ کام سرانجام پا گیا۔ جیسا کہ قدیم صوفیا کا طریقہ تھا۔ یہاں چوں کہ شریعت کی تعلیم

کے ساتھ طریقت کی عملی تربیت بھی ہوتی ہے۔اس لیے یہاں انسان ڈھلتا ہے۔ ذہن پگھلتا ہے۔نفس کی شرارت وکدورت دور ہوتی ہے۔تب پھر انسان محض انسان ہی نہیں رہ جاتا، بلکہ وہ خود دوسروں کے لیے سیرت صوفیا کا سچا نمونہ بن کر رہبر و رہنما بن جاتا ہے۔

برہان پورنیہ کی حیات مبارکہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے یہی کیا۔ خانقاہ اور مدرسہ قائم کر کے انسان سازی و کردار سازی کی۔ سیرت سازی اور انسانیت نوازی کی۔ نتیجے میں ان کی ذات والا صفات اور لازوال خدمات واثرات کا دائرہ سیمانچل سے آگے موجودہ بنگلہ دیش کے کئی اضلاع تک پھیل گیا۔انہوں نے اپنے تلامذہ اور تربیت یافتوں کا ایک کڑی کمان والا ٹولہ وٹیم چھوڑا۔جس نے ان کی وفات کے بعد پورے سیمانچل کو سنبھال لیا۔لیکن اس ٹولہ وٹیم کے سربراہ تھے جلالۃ العلم قطب العارفین حضرت شاہ محمد یوسف رشیدی قدس سرہ، جو بحر العشاق والعرفا حضرت شاہ محمد عبد العلیم آسی غازی پوری قدس سرہ [۱۳۳۵ھ] کے مکتب عشق کے پالا وڈھالا تھے۔ برہان پورنیہ کے بعد قطب العارفین نے ہی پورنیہ کی مذہبی قیادت سنبھال لی تھی۔

برہان پورنیہ حضرت شاہ محمد حفیظ الدین لطیفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے درس وافادہ اور صحبت فیض سے، جو دینی وتبلیغی دستہ تیار ہوا، اس کا ہر فرد ایسا ہے کہ اس کی مکمل تاریخ لکھی جائے۔ یہاں ہم چند اسمائے گرامی کی طرف ایک اجمالی اشارہ کرتے ہیں۔ پہلے قیام سہسرام کے چند نقوش:

[۱] برہان پورنیہ کے ایک شاگرد حضرت علامہ محمد عثمان شاہ جہان آبادی مدرسۂ صولتیہ مکۂ مکرمہ میں استاذ مقرر ہوئے۔ اس مدرسہ کے بانی رد نصاری کے ماہر مناظر حضرت علامہ محمد رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

[۲] معمار قوم وملت حضرت علامہ شاہ محمد فرخند علی فرحت سہسرامی متوفی ۱۳۵۴ھ، جنہوں نے مدرسہ خیریہ نظامیہ قائم کر کے اہل بہار کا سر فخر ومباہات سے اونچا کر دیا۔ تفصیل کے لیے 'تاریخ مدرسۂ خیریہ نظامیہ' مرتبہ ڈاکٹر ساحل سہسرامی کا مطالعہ کیجیے۔



[۳] حضرت مولانا شاہ محمد صادق علی علیہ الرحمہ، یہ غازی پور کے باشندہ تھے۔شاہ محمد حفیظ الدین لطیفی قدس سرہ کے شاگرد بھی، مرید بھی اور خلیفہ بھی تھے۔ان کا وصال بھی ۱۳۵۴ھ میں ہوا۔مزار مبارک محی الدین، غازی پور یوپی میں ہے۔

[۴] حضرت مولانا شاہ محمد عبد الحئ نظر سہسرامی، یہ بھی تلمیذ و مرید وخلیفہ تھے۔ وصال ۱۳۵۸ھ میں ہوا۔قبر شریف بابو شہید قبرستان سہسرام ہے۔

[۵] حضرت مولانا شاہ خواجہ میر نظم علی بن لیاقت علی علیہما الرحمہ، آپ شاہ محمد حفیظ الدین لطیفی کے شاگرد ومرید وخلیفہ تھے۔۱۳۶۰ھ میں وفات پائی۔مزار شریف محلّہ کبیر گنج سہسرام میں ہے۔

پنجتن پاک کے صدقے میں ان پانچوں نفوس قدسیہ کے ذکر کے بعد ثانیاً ان کی اپنی اولاد نرینہ کا ذکر جمیل اس طرح ہے:

[۶] حضرت مولانا شاہ محمد امام مظفر لطیفی علیہ الرحمہ، یہ حضرت شاہ محمد حفیظ الدین لطیفی کے بڑے صاحب زادے تھے۔ابتداً اپنے والد ماجد سے پڑھی۔شوق حصول علم کے ہاتھوں مجبور ہو کر دار العلم والعمل مدرسہ نظامیہ فرنگی محل لکھنؤ روانہ ہوئے۔ دوران تعلیم حالات واحباب اور ہوائے نفس کے شکار ہو کر دیو بند پہنچ گئے۔والد گرامی شاہ حفیظ الدین کو جیسے ہی اس حادثہ کی خبر لگی۔فوراً دیو بند کے لیے رخت سفر باندھ لیا۔دیو بند پہنچ کر'' **لا خیر فیکم**'' یا ''**ما وجت خیرا فیکم**'' کہہ کر اعلان حق فرما دیا اور اپنے فرزند کو لے کر مراجعت فرمائی۔ پھر اپنی کڑی نگرانی میں خود شریعت وطریقت کی تعلیم کی تکمیل فرمادی۔شاہ محمد حفیظ الدین لطیفی کے وصال کے بعد آپ ہی پہلے سجادہ نشین منتخب ہوئے۔لیکن خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا۔تین ماہ بعد ہی اسی سال [۱۹۱۵ء] میں آپ واصل بحق ہو گئے۔

[۷] شاہ محمد شرف الہدی لطیفی، یہ شاہ محمد حفیظ الدین لطیفی کے دوسرے فرزند تھے۔اپنے والد ماجد ہی سے تعلیم پائی اور تکمیل سلوک کر کے منصب تدریس وارشاد پر فائز ہوئے۔اپنے بڑے بھائی کے وصال کے بعد آپ زیب سجادۂ لطیفیہ مقرر ہوئے اور ایک

طویل مدت تک خانقاہ و مدرسہ کی خدمت کی۔ان کے ایک صاحبزادے حضرت مولانا شاہ چراغ عالم لطفی منظر اسلام بریلی سے فارغ التحصیل تھے۔انہی کے ایک دوسرے بیٹے ابن نوح علیہ السلام کی طرح اپنے باپ اور دادا کے دین سے برگشتہ ہوکر قعر گمنامی میں چلے گئے۔

[۸] حضرت خواجہ شاہ محمد وحید اصغر قدس سرہ، یہ شاہ محمد حفیظ الدین لطفی کے چھوٹے اور آخری فرزند ارجمند تھے۔جامعہ نعیمیہ مراد آباد سے فارغ التحصیل تھے اور زندہ ولی تھے۔والد کی وفات کے وقت آپ کی عمر چودہ برس کی تھی۔اپنے منجھلے بھائی کے وصال کے بعد آپ ہی سجادہ نشین منتخب ہوئے۔شاہ شرف الہدی کے اس برگشتہ بیٹے نے مشکلات تو کھڑی کیں۔لیکن ارباب حل وعقد، علاقائی عمائدین ورؤسا، حتی کہ کوٹ کچہری کے حتمی فیصلے نے خانقاہ و مدرسہ و مسجد کی تولیت کی مسند پر عملاً بیٹھا دیا۔آپ اپنے والد ماجد کے سچے جانشین ثابت ہوئے اور تکیہ رحمان پور کے وقار کو دوبالا کر دیا۔آپ حضرت ملک العلما شاہ محمد ظفر الدین قادری رضوی عظیم آبادی کے خاص الخاص احباب میں تھے اور اپنے بیٹے شاہ خواجہ شمس العالم کو تعلیم وتربیت کے لیے ملک العلما کے حوالہ کیا تھا۔جو آج تکیہ لطفی رحمان پور کے موجودہ سجادہ نشین ہیں۔

اب آیئے، سہسرامی فیض یافتوں اور اپنی اولادوں کے بعد رحمان پور آمد پر جو کارہائے نمایاں انجام پائے۔خصوصاً تعلیم وتربیت اور بیعت وارشاد کے حوالہ سے، اس کا ایک سرسری جائزہ پیش قارئین ہے۔جو ان کی حیات مبارکہ کا آخری پڑاؤ ہے۔سورج اپنے پیچھے کیسی شفق اور کیسے ستارے چھوڑ جاتا ہے۔

[۹] حضرت مولانا شاہ محمد امین الدین لطفی نقشبندی قدس سرہ، یہ گوشائیں پور علاقہ رائے گنج، ضلع دیناج پور کے باشندہ تھے۔تعلیم وتربیت کے بعد تکیہ رحمان پور سے اٹھ کر گوشائیں پور تشریف لائے اور مدرسہ و مسجد و خانقاہ تعمیر کر کے قوم وملت کی تعمیر وتشکیل اور دعوت وتبلیغ میں لگ گئے۔اس دیار میں آج جو دینی شعور ہے، یہ انہی مولانا محمد امین الدین لطفی کی کڑی محنتوں کا ثمرہ ہے۔یہ حضرت برہان پورنیہ حضرت شاہ محمد حفیظ الدین لطفی



علیہ الرحمہ کے تلمیذ وتربیت یافتہ اور خلیفۂ خاص تھے۔

[۱۰] شرف پورنیہ حضرت مولانا شاہ محمد شرف الدین حفیظی لطیفی قدس سرہ، شاہ محمد حفیظ الدین لطفی کے یہ وہ عزیز از جان شاگرد ومرید وخلیفہ تھے، جن کو اپنے سامنے بیٹھا کر ارادت مندوں سے کہا کہ اب تم لوگ ان سے مرید ہو جاؤ۔پھر شاہ محمد حفیظ الدین کا گانگی، ضلع کشن گنج تشریف لائے اور اپنے قابل فخر فرزند معنوی کے لیے زمین ہموار کی اور وہاں حضرت شاہ محمد شرف الدین نے مدرسہ و مسجد اور خانقاہ کی بنیاد ڈال کر وہ خدمات سرانجام دیں کہ اس علاقے میں مثال ٹھہریں۔

[۱۱] پیر طریقت حضرت مولانا شاہ محمد محی الدین لطفی قدس سرہ کوچکڑھ، ان کا ذکر آگے آتا ہے۔

[۱۲] چراغ پورنیہ حضرت مولانا شاہ محمد سکندر علی رشیدی قدس سرہ بنی باڑی، یہ جب اپنی بستی بنی باڑی سے دینی تعلیم کے لیے اٹھے، تو سب سے پہلے اسی مدرسہ وخانقاہ رحمان پور تکیہ شریف میں آکر بیٹھے اور پھر اعلیٰ تعلیم کے لیے باہر نکلے اور پھر جب دینی و عرفانی زیور سے آراستہ و پیراستہ ہوکر لوٹے، تو درگاہ بندگی چمنی بازار شریف کی خدمت و جاروب کشی تاحیات شعار کر لی، یہاں تک کہ اسی خاک خوشگوار کے نیچے ابدی نیند لینے کے لیے سو گئے۔

[۱۳] نازش علم وفن حضرت علامہ محمد عبدالرحمان قادری بنی باڑی، یہ ہر فن مولی شخص حضرت شاہ محمد حفیظ الدین کے خاص شاگرد تھے۔ان کی ایک بیاض میری نظر سے گزری ہے، جس میں علامہ بنی باڑوی نے اپنے مایہ ناز استاذ کی شان میں ایک مرصع منقبت لکھی ہے، جو ابھی قلمی صورت میں ہی ہے۔علامہ شاندار ادیب وخطیب اور شاعر بھی تھے اور اس سے کہیں زیادہ مدرس، مصنف اور مناظر بھی تھے۔عابد چندی پوری کے مباحثے و مناظرے میں انہوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔

[۱۴] حضرت مولانا محمد کرامت حسین تمنا دلشاد پوری اور

[۱۵] حضرت مولانا تصدق حسین مشتاقؔ دلشاد پوری

یہ دونوں سگے بھائی تھے۔ حضرت شاہ محمد حفیظ الدین لطیفی کے شاگرد اور تربیت یافتہ تھے۔ دونوں اعلیٰ پایہ کے فارسی داں تھے اور زبردست شاعر تھے۔ خاص فارسی دانی اور شعروادب میں افق پورنیہ کے دونوں بھائی واقع مہر و ماہ تھے۔ دونوں برادران گرامی کے فضائل و کمالات دیکھنے ہوں تو اس خاکسار کی کتاب ’کاملان پورنیہ‘ جلد اول مطبوعہ بمبئی ۲۰۱۱ء کا مطالعہ کیجیے۔ میں نے بڑی محنت کر کے ان دونوں پر خاصی معلومات جمع کر دی ہیں۔

[۱۶] حضرت مولانا محمد مراد حسین یتیم کھپراوی، ان کی حیات اور کمالات کا علم ’’کاملان پورنیہ‘‘ نفس مصدر سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ کرامت حسین، تصدق حسین اور مراد حسین کو ہم نے یہاں ’’مولانا‘‘ لکھا ہے۔ جبکہ یہ تینوں اس دور میں ’’منشی‘‘ کہے جاتے تھے۔ یہ ہم نے اس لیے لکھا ہے کہ دور حاضر کے سیکڑوں ’’نصابی مولانا‘‘ یا ’’دستار بند‘‘ یا ’سکہ بند‘‘ علما کہلائے جانے والوں پروردہ حضرات اپنے علم وعمل اور تقوی و بزرگی کے لحاظ بہرصورت فائق تر تھے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔

[۱۷] عابد حسین چندی پوری، یہ وہ بدنصیب فرد فرید ہے، جو اسماعیل دہلوی کی طرح اپنے آبائی وموروثی عقائد وافکار سے پھر گئے اور اپنے استاذ و مرشد حضرت شاہ محمد حفیظ الدین لطیفی کے معمولات و فرمودات سے مڑا اور مکر گئے۔ یہ امر تکیہ رحمان پور کے لیے ایک رستاخیز موذی مرض سے کم نہیں۔ خیر عابد حسین تو خاندان سے باہر کا تھا۔ خاص خانوادۂ حفیظی کا اب ایک فرد [پوتا] اسی ڈگر پر جا چکا ہے۔ افسوس اس کا نہیں کہ وہ کیوں بہک گیا، تاسف اس بات کا ہے کہ خم ٹھوک کر وہ یہ بھی کہتا ہے کہ، ع: ہم ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے۔ یعنی برہان پورنیہ حضرت شاہ محمد حفیظ الدین لطیفی کی شخصیت اور ان کے عقائد و معمولات کو متہم کرنا شروع کر دیا ہے۔ باتیں بے سروپا کی ایسی کرتا ہے، لگے کہ اسے مرگی یا مالیخولیا کا مرض لاحق ہو گیا ہو۔ جب کہ خیر سے وہ ایک بہت بڑے بد مذہب ادارے کا فارغ بھی ہے اور جامعہ دہلی سے بی اے بھی ہے۔



## حضرت مولانا شاہ محمد محی الدین حفیظی لطیفی علیہ الرحمہ:

اب آئیے۔ پیر طریقت حضرت مولانا شاہ محمد محی الدین حفیظی لطیفی علیہ الرحمہ [ولادت:۱۸۹۲ء/متوفی:۱۹۳۹ء] کا ایک اجمالی بیان سماعت کیجیے۔ چوں کہ ان کے تعلق سے تفصیلی احوال سردست مہیا نہیں۔ جب کہ مئی ۲۰۱۳ء میں خود کوچ گڑھ پہنچ کر میں نے جاننا اور سمجھنا چاہا۔ مگر حصول مقصد میں ناکام رہا۔ البتہ ان کے نامور فرزند طوطیٔ بہار و بنگال حضرت علامہ محمد ابوالعلا علیہ الرحمہ کے پرانے کاغذات میں مجھے کچھ کارآمد اوراق پریشاں مل گئے۔ جن کی مدد سے بہت کچھ سمجھا جاسکتا ہے اور یہ چیزیں حضرت طوطیٔ بہار و بنگال کی حیات و خدمات کے بارے میں ہیں۔ تاہم اس کا ڈور ان کے والد ماجد حضرت مولانا شاہ محمد محی الدین لطیفی سے جڑا ہوا ہے کہ بیٹا آخر تو باپ کا نمونہ ہوتا ہے۔ وہاں مقامی زبان میں ایک کہاوت بھی ہے۔ باپے پوت، پراتے گھوڑا، نہیں بہت، تو جب بھی تھوڑا۔ خیر تفصیل نہ سہی، اجمال ہی سہی، ناموں سے کا ناموں ہی بھلا کے بموجب جستہ جستہ کچھ باتیں حوالۂ قرطاس کر رہا ہوں۔

حضرت مولانا شاہ محمد محی الدین حفیظی لطیفی رحمۃ اللہ علیہ برہان پورنیہ حضرت شاہ محمد حفیظ الدین لطیفی قدس سرہ کے تراشیدہ وتربیت یافتہ تھے۔ خلافت واجازت سے سرفراز تھے۔ آپ نے گاؤں کوچ گڑھ میں اپنی زمین پر مسجد و مدرسہ اور خانقاہ بنائی۔ دین متین کی خدمت اور خلق خدا کی دینی و روحانی پیاس بجھائی۔ سنت اور اہل سنت کے چراغ کو روشن رکھا۔ اپنے کئی بیٹوں کو علم دین کے زیور سے آراستہ کر کے قوم وملت کے حوالے کیا۔

حضرت مولانا شاہ محمد محی الدین لطیفی علیہ الرحمہ کی تعریف وتعارف اور ان کے پیر ومرشد سے اٹوٹ تعلق ومحبت کے ثبوت کے لیے ہم دو قلمی دستاویز نقل کرتے ہیں، جو دونوں چیزیں حضرت شاہ محمد حفیظ الدین لطیفی قدس سرہ کے قلم کی شاہکار و یادگار بھی ہے اور مولانا محمد محی الدین لطیفی کے لیے قابل صد افتخار بھی۔ صد افتخار اس لیے کہ اس اسلوب کا استعمال کسی اور کے لیے ہرگز نظر نہیں آتا۔ تو لیجیے ’مکتوبات لطیفی‘ سے اہم یادگار مکتوب کا مطالعہ کیجیے:

"بحسن نگاہِ سرمایۂ تسکین خاطر حزین بدل اندر مکین عزیز جانم مولوی محمد محی الدین زاد عشقہ اللہ وفی اللہ، از مشتاق لقائے سلام ودعا وعشق فقر ارسیدہ باد آرے۔

دز دیدہ فگندی بمن از ناز نگاہے  قربانِ نگاہِ تو شوم باز نگاہے

بلے؟ ع: چشمت بغمزہ لب بشکر خندہ می کنند۔ تفسیر آیت: خلق الموت والحیات۔

ہاں ہاں! اےئ نور جان دلم! باتو سر دارد کہ نتواں گفت و نیز با تو سر است کہ نتواں نہفت آرے۔ ع: نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا۔ ع: یارا مدام بادۂ عیشت بکام بار۔ اکنوں چیزے از راز و ناز و نیاز حضرت عشق ازیں دعا گو ورضا جو بشنو کہ لفظ عشق درائے معنی مصدری بدو معنہائے دیگر مستعمل است۔ یکے حالت است مر عاشق را نیز بنظرش در نیارد کہ گفتہ کہ: **العشق نار تحرق کل شئی ما سوی الحبیب.**

یعنی عشق آتشے است کہ غیر دوست ہر چیزے رامی سوز دو نور وحدت در دیدۂ عاشق می افروزد۔ اےئ کاش! اگر عاشق راچنیں حالت با معشوق جمازی ہمیں حالت مراو رادر رسد تا بشرط محض بے غرضی وعدم بوالہوسی وغیر ہوائے نفسی بآخر کار جانب معشوق حقیقی مراو رادر کشد۔

عاشقے گرزیں سرو گزران سراست  عاقبت ما را بداں شہ رہبر است

ومعنی دیگر ایں کہ عشق عین ذات واجب الوجود مبدأ ہر عاشق ومعشوق واصل ہر موجو است دمے بکسوت معشوقے برآید ودمے دیگر بلباس عاشقی درآید آرے۔

گہے در کسوت لیلیٰ فرشد  گہے بر صورت مجنوں بر آمد

ہاں ہاں! بہر زماں خود بہ خود عشق می بازد و با غیرے نمی پردازد و ہر لحظہ آرزوئے معشوقے پردہ بر اندازد و ہر لمحہ از راہِ عاشقی پردہ آغازد۔

عشق در پردہ می نوازد ساز  عاشقے کو کہ بشنود آواز
ہر نفس نغمۂ دگر سازد  ہر زماں زخمۂ کند آغاز
ہمہ عالم صدائے نغمۂ اوست  کہ شنید ہمچنیں صدائے دراز



راز اور از جہاں بروں افتاد  خود صدا کے نگاہ دار دراز
سر او از زباں ہر ذرہ  خود تو بشنو کہ من نیم غماز

ہاں! اےئ جان بے دلاں اندریں وقت وحالت بقدر فہم وخیالت بس می کن و ازیں بیش راہوس نمی کنم ورنہ ایں بیانے است کہ ایں را پایانے نیست۔

والدعا وبس

[محمد حفیظ الدین عفی عنہ]

[مکتوباتِ لطفی، مطبوعہ سلیمانی پریس گائے گھاٹ بنارس، طبع اول ۱۹۲۸ء مکتوب نمبر ۲۶ / ص: ۳۲، ۳۳]

ایک دفعہ حضرت مولانا محمد محی الدین لطفی اپنے گھر کوچ گرڑھ تشریف لے گئے، تو حضرت شاہ محمد حفیظ الدین قدس سرہ نے اپنے اس عزیزی از جان شاگرد و مرید وخلیفہ کی جدائی وہجر میں چشم قلم کے اشک سے درج ذیل غزل لکھ کر ان کو روانہ کی۔ لیجیے، ذرا آپ بھی لطف اندوزی کیجیے:

بت سرمست ناز من کجائی  نمی بینی نیاز من کجائی
کجائی اےئ محی دین اےئ جان کجائی  تو اےئ دانائے راز من کجائے
دلم شد ز آتشِ شوقت کبابے  کجائی دلنواز من کجائی
نجان آمدہ دلا دلدادۂ تو  کجائی جان نواز من کجائی
چہ گویم روز شب چوں می گزارم  بہ بیں سوز و گداز من کجائی
دلم در انتظار تست بے جان  مسیح دلنواز من کجائی
بہر پہلو بہ بستر غلطم ایں جان  بہ بستر سرفراز من کجائی
منت مرغ کمین تو شاہبازے  خدا را شاہباز من کجائی
ز دیدہ خوں چکد از یاد چشمت  نگارِ عشوہ ساز من کجائی
بہ بستان گاہ ہستی جلوہ فرما  نہال سرو ناز من کجائی

لطفیؔ راز لعلت تازه جانے    بیا ائے جان نو از من کجائی

[دیوان لطفیؔ، مطبوعہ مطبع رحمانیہ مخصوص پور، مونگیر ۱۳۴۸ھ، طبع اول ص:۱۳۹]

یہ مضمون زیرِ قلم تھا کہ خواجہ ساجد عالم رحمان پوری سے بات ہوئی۔ تو انہوں نے از راہ معارف پروری یہ دونوں چیزیں بھیج دیں۔ جو یہاں درج کر دی گئیں۔ مواد کے ساتھ ان کا ایک مکتوب بھی آیا۔ وہ بھی یہاں نقل کر دیا جاتا ہے۔ تا کہ سند رہے۔ خواجہ ساجد صاحب نے لکھا ہے:

''شہیر ہند و سندھ عالم اجل فاضل بے بدل فخر سیمانچل

حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی، سلام مسنون۔

بحسب حکم وارشاد چیزیں بہم پہنچائی جا رہی ہیں۔ لیں، مطالعہ فرمائیں۔ الفاظ اور جملوں کی گہرائی میں اتر جائیں اور اپنے بنیادی نصب العین کی خاطر بروئے کار لائیں۔

آپ کا خواجہ ساجد عالم لطفی مصباحی

خانقاہ عالیہ لطیفیہ رحمان پور

۷/اگست ۲۰۱۵ء۔

یہاں ایک واقعہ کا اندراج دلچسپی سے خالی نہیں۔ یہ واقعہ دلچسپ ہونے کے ساتھ ساتھ حالات کے جذبات کی عکاسی بھی کرتا ہے اور ان ایام کے ماحول پر روشنی پڑتی ہے۔ واقعہ کچھ اس طرح ہے۔ حضرت مولانا محمد محی الدین کوچگڑھی کی شادی نندنیہ میں ہوئی تھی۔ شادی کے بعد نیا نیا دولہا سسرال پہنچا۔ تو نندنیہ والون نے مذاقاً یا شرارتاً دولہا کو گھر میں نظر بند کر دیا۔ نندنیہ میں فکری آزادی و آوارگی پہنچ چکی تھی۔ چنانچہ بات آگے بڑھ گئی۔ نوبت مباحثہ، مناظرہ تک پہنچ گئی۔ نندنیہ والوں نے جی کھول کر اپنی طرف کے عالموں کو بلایا۔ دولہا کی طرف سے تنہا جلالۃ العلم قطب العصر حضرت شاہ مفتی محمد یوسف رشیدی علیمی تشریف لے گئے۔ مولانا محمد عبد الرزاق کوچگڑھی جو لینے آئے تھے۔ ہمراہ تھے، ساتھ میں کتابوں کا بستہ، پلندہ، پٹارا تھا۔ زوردار گفتگو، گرما گرم بحث ہوئی۔ ایک طرف تنہا قطب



العصر تھے۔ دوسری طرف کئی مقامی بیرونی علما تھے۔ نندنیہ کے لوگ خود تعلیم یافتہ تھے۔ نتیجہ وہی ہوا۔ جو ہونا تھا۔ تنہا ایک شیر درجنوں بھیڑیوں پر غالب آ گیا۔ پھر دولہا اپنی دولہن کے ساتھ اپنے گھر روانہ ہو گئے۔

شاہ محمد حفیظ الدین لطفی کے فرزند اصغر و جانشین حضرت خواجہ وحید اصغر لطفی علیہ الرحمہ کے ایک مکتوب گرامی سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت مولانا محی الدین لطفی عرصہ دراز تک تکیہ لطفی رحمان پور میں رہے تھے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کے مابین کیسی گہری رسم وراہ تھی۔ نقل ہے مکتوب گرامی، ملاحظہ کریں۔ تحریر کرتے ہیں:

۷۸۶/۹۲

## نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

برادر فی الدین جناب بھائی مولوی محی الدین، سلام و نیاز قبول باد۔ مخفی مباد کہ آپ کے یہاں نہیں رہنے کی وجہ سے یہاں کام بالکل برباد ہو رہا ہے۔ لہٰذا مہربانی فرما کر دیکھتے ہی خط کے بہت جلد قدم رنجہ فرمائیں۔ کیوں کہ:

بے تو گل خار ست جا نادر چمن    زیادہ بہزار زوے ملاقات چہ عرض کنم

راقم خواجہ وحید اصغر۔

اس خط پر حضرت خواجہ صاحب کی مہر بھی لگی ہوئی ہے۔ اس خط کے دوسرے صفحہ پر کسی جناب محمد عبد الرحمٰن مرحوم کا نوٹ بھی ہے۔ جس میں 'حاضر الوقت' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ صاحب نوٹ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کے خادم خاص تھے۔ خیر وہ نوٹ بھی ملاحظہ کیجیے۔ لکھتے ہیں:

از جانب حاضر الوقت محمد عبد الرحمٰن عفی عنہ

سلام و دعائے مشفقانہ رسید باد و قبول باد

دل تو چاہتا ہے کہ ہر وقت آپ کی صورت زیر نظر رہے۔ لیکن زمانہ کی بے وفائی کا شاکی ہوں کہ ایک جگہ رہنے نہ دیا۔ افسوس! خیر بہر کیف اگر ہر وقت نہیں، تو گاہے گاہے

اپنے لطف وکرم سے نوازا کریں۔ یہی بہت ہے۔ تہہ دل سے شکر گزار رہوں گا۔ بے اعتنائی نہ کریں۔ جذبۂ دل مجبور کر رہا ہے کہ لطف وکرم کو فراموش نہ کریں گے۔ ہمراہ برندۂ رقعہ ہذا جلوہ افروز ہوکر دل بے تاب کو سکون عطا فرمائیں۔

زیادہ والسلام اور تہہ دل دعا وبس۔

☆☆☆☆☆☆

حضرت مولانا محمد محی الدین [ولادت: ۱۸۹۲ء، متوفی: ۱۹۳۹ء] کے بیٹے حضرت مولانا محمد ابوالعلیٰ [ولادت: ۱۹۲۵ء، متوفی: ۱۸ دسمبر ۱۹۸۸ء] علیہما الرحمہ تھے۔ جو طوطیٔ پورنیہ اور کبھی طوطیٔ بہار و بنگال کے لقب سے مشہور ومعروف تھے۔ ان کا وصال ماضی قریب میں ہوا ہے۔ مگر میرا ان کا دیکھنا مجھے یاد نہیں آتا۔ لیکن ان کی شخصیت، تقریر وخطابت اور لحن داؤدی میں نعت خوانی کی شہرت کا سکہ دل دماغ کے پردے پر جما ہوا ہے۔ حضرت علامہ محمد ابوالعلی کا ایک اور ہم پلہ شہر پورنیہ میں طوطیٔ پورنیہ حضرت علامہ غلام محی الدین دلکش لال گنج ملکی ابھی حیات ہیں اور زندگی کے آخری کگار پر ہیں۔ ان دونوں کا دور دعوت وخطابت کے حوالے سے ایک زریں دور تھا۔ حضرت علامہ دلکش صاحب سے پہلے ان کے بھائی حضرت علامہ محمد مسلم رضوی اور ادھر حضرت علامہ محمد عبد الجلیل اشرفی علیہما الرحمہ کا بھی ایک تابناک دور گزرا ہے۔

طوطیٔ بہار و بنگال حضرت علامہ محمد ابوالعلیٰ چشتی ابوالعلائی کوچگرڈھی کی ذات، وہ ذات تھی، جس نے اپنے والد کریم کے مشن کو خوب خوب آگے بڑھایا اور مشرقی بہار اور پورے بنگال میں جلسہ چھوٹا ہو یا بڑا، ان کی شرکت لازمی اور واجبی سمجھی جاتی تھی۔ چھوٹے جلسوں میں وہ خطیب خاص ہوتے تھے اور بڑے جلسوں میں خطیب اوسط ہوتے تھے۔ کیوں کہ وہاں ملک کے مشاہیر خطبا مدعو ہوتے تھے۔ حضرت طوطیٔ بہار و بنگال اور ان کے سگے بھائی حضرت مولانا محمد عین العلیٰ، جو ثانی بلبل سے معروف تھے، چوں کہ بہت خوش گلو بھی تھے۔ نعتیں خوب جھوم کر پڑھتے تھے اور پھر مجمع خود بخود جھوم جاتا تھا اور تڑپ اٹھتا تھا۔



آپ کہیں کہیں نقابت بھی شاندار کرتے تھے۔ کیوں کہ الفاظ اور برمحل اشعار کا ذخیرہ آپ کی نوک زبان پر رہتا تھا اور بعض مواقع پر آپ جلسوں کی صدارت اور سرپرستی بھی فرماتے تھے۔ ضرورت پڑنے پر بدمذہبوں سے ڈٹ کر معرکہ آرائی بھی کرتے تھے۔ غرض ہر فن میں اولیٰ تھے۔

حضرت طوطیٔ بہار و بنگال کی نعت گوئی کا ایک نمونہ سامنے ہے۔ فکر وسخن میں تخلص حضرت کا اصغرؔ تھا۔ اب چھوٹی، مگر مترنم بحر اور سہل الفاظ و انداز میں نمونۂ کلام ملاحظہ کیجیے:

عجب خوشنمائی عجب دل کشی ہے　　بہاروں کا مسکن دیار نبی ہے
مبارک مبارک خیال مدینہ　　تصور میں ہر سمت جنت بسی ہے
کجا طور سینا کجا عرش باری　　وہ موسیٰ کی عظمت یہ شان نبی ہے
نبیِ مکرم ہیں قرآن ناطق　　زباں سے جو نکلا وہی بس وحی ہے
وہ پر کیف طیبہ کا منظر نہ پوچھو　　کہاں کوئی جنت ہے جنت وہی ہے
بہاروں پہ چھوئی ہیں تازہ بہاریں　　مدینہ سے شاید ہوا آرہی ہے
عمل سے علی کے یہ ثابت ہوا ہے　　کہ اصل عبادت تری بندگی ہے
نہ پوچھو، وجوہِ مسرت نہ پوچھو　　نگاہوں میں شکل نبی پھر رہی ہے
پیمبر تو آئے ہیں دنیا میں لاکھوں　　محمد کا رتبہ مگر اور ہی ہے
تجھے خوف محشر بھلا کیوں ہو اصغرؔ　　مددگار تیرا خدا ہے نبی ہے

حضرت طوطیٔ بہار چشتی ابوالعلائی تھے۔ تمام تر تعلیم وتربیت درسگاہ بریلی کی تھی۔ اس لیے فکر وعقیدہ کے معاملہ میں ان کا رنگ اور آہنگ بڑا ہی کھرا اور خالص تھا۔ بلفظ دیگر آج کی تعبیر واصطلاح میں مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے داعی ونقیب تھے اور علمائے بریلی سے ان کا رابطہ بہت ہی گہرا تھا۔ تاجدار اہل سنت سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے سچے چہیتے اور فدائی تھے۔ کاش! وہ آج ہوتے اور میں ان سے ملتا، تو وہ سرکار مفتی اعظم ہند کے پورنیہ دوروں کی داستان نہایت دلچسپی اور تفصیل سے سناتے۔ ان کی شخصیت کا پھیلاؤ اور

دائرہ عمل کی وسعت کی شہادت کے لیے ہم نیچے میں مشاہیر ہند کے چند خطوط درج کرتے ہیں۔ تاکہ یہ محفوظ ہو جائیں اور جن سے یہ اندازہ لگانا بھی بالکل آسان ہو جائے کہ کیسی شخصیت تھی اور ان کا دائرۂ کار کتنا پھیلا ہوا تھا۔

پہلا خط: یہ خط حضرت مفتی محمد عبید الرحمٰن صاحب رشیدی موجودہ سجادہ نشین خانقاہ عالیہ جون پور شریف کا ہے۔ جب وہ دار العلوم ندائے حق جلال پور میں تھے۔ جب کہ خط چمنی بازار شریف سے لکھا گیا ہے۔ لکھتے ہیں:

'از درگاہ شریف چمنی بازار

گرامی وقار مولانا المحترم، زیدت مکارمکم، سلام مسنون

چوکی [ضلع کٹیہار] کے جلسہ کے بعد جلال پور پہنچ کر آپ کے نام ایک رقعہ ارسال کیا تھا۔ مگر ہنوز جواب سے محرومی رہی۔ نہ معلوم میرا رقعہ آپ کو ملا کہ نہیں یا یہ کہ آپ جواب دینے کی زحمت گوارا نہیں فرمائی۔ آپ سے استدعا ہے کہ اس ناچیز کو اپنی دعاؤں میں یاد فرماتے رہیں۔ میرے گھر کا پتا اور مدرسہ کا پتا درج ذیل ہے۔

محمد عبید الرحمٰن، مقام بینی باڑی، پوسٹ ماہی نگر، وایا بارسئی گھاٹ، ضلع کٹیہار

مدرسہ کا پتا: دار العلوم ندائے حق، جلال پور، فیض آباد، یوپی

فقط والسلام

محمد عبید الرحمٰن غفرلہ

۱۰/رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ۔

دوسرا خط: یہ خط مناظر اہل سنت حضرت مفتی محمد مطیع الرحمٰن مضطر صاحب رضوی پورنوی کا ہے۔ جب آپ دار العلوم فیضیہ، ایشی پور، بھاگل پور میں برسر تدریس تھے۔ لکھتے ہیں:

محترمی! سلام مسنون، امید ہے، مزاج گرامی بخیر ہوگا۔

دار العلوم کا سالانہ جلسۂ دستار فضیلت ۷/۸/ستمبر ۲۷ء بروز جمعرات، جمعہ منعقد ہونے جا رہا ہے۔ جس میں آپ کی شرکت کو اراکین مدرسہ نے طے کیا ہے۔ امید ہے۔ دعوت قبول فرما کر بواپسی ڈاک مطلع فرمائیں گے۔ مشکور ہوں گا۔



آپ ۶/ستمبر بروز بدھ شام کو کٹیہار پہنچیں۔ وہاں ۷/ستمبر کو ۴/بجے صبح گاڑی ملے گی۔ منیہاری گھاٹ تک کا ٹکٹ لیں۔ وہاں تقریباً ۷/بجے آپ پہنچیں گے۔ پھر وہاں سے بذریعہ لنچ [پانی جہاز] صاحب گنج تشریف لائیں اور وہاں سے بذریعہ ٹرین پیرپینتی اسٹیشن، پھر وہاں سے بذریعہ رکشہ یا ٹیکسی یا بس باراہاٹ، پھر چند قدم کے فاصلے پر دار العلوم۔

نوٹ: حضرت صدر المدرسین مولانا محمد احمد صاحب قبلہ شاہدی سلام سے یاد کر رہے ہیں اور ساتھ ساتھ ان کی دلی خواہش ہے کہ آپ ضرور تشریف لائیں اور یہ دعوت مسترد نہ فرمائیں۔

محمد مطیع الرحمٰن مضطر رضوی غفرلہ

مدرس دار العلوم بحکم صدر المدرسین۔

نوٹ: حضرت علامہ محمد احمد شاہدی صاحب قبلہ غازی پوری حضرت سرکار آسی سکندر پوری ثم غازی پوری قدس سرہ القوی کے رشتہ داروں میں تھے۔ بڑے سرکار حضرت سید شاہ شاہد علی سبز پوش گورکھ پوری قدس سرہ سے بیعت تھے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ چشمۂ رحمت غازی پور میں ہوئی تھی۔ جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں تحصیل و تکمیل کی۔ دار العلوم علیمیہ مظفر پور جامعہ فاروقیہ بنارس، حافظ ملت علیہ الرحمہ کے حکم پر مدرسہ چشمۂ رحمت غازی پور، جین پور اور دار العلوم فیضیہ ایشی پور، بھاگل پور میں جم کر درس دیا۔ ذی استعداد عالم، شاندار خطیب اور صاحب فکر و تدبر شخصیت کے مالک تھے۔ [غلام جابر شمس ملاحظہ کیجیے: ماہنامہ ماہ نور دہلی کا اشرف العلما نمبر فروری، مارچ، ۲۰۰۸ء میں ان کے مطبوعہ مضمون سے ماخوذ ص: ۱۵۰ و بعد]

تیسرا خط: یہ خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ کا خط ہے۔ واضح رہے کہ حضرت نظامی علیہ الرحمہ کا شیر اہل سنت حضرت علامہ محمد عبد الحمید رضوی بستہ ڈانگی، پورنیہ، فاضل 'منظر اسلام' بریلی شریف، شاگرد محدث اعظم پاکستان حضرت شاہ سردار احمد گورو داس پوری ثم لائل پوری، مرید خاص تاجدار اہل سنت سرکار مفتی اعظم ہند کا گھران کا

دوسرا گھر تھا۔ حضرت مولانا ابو العلی علیہ الرحمہ سے حضرت نظامی صاحب کے برادرانہ گہرے تعلقات تھے۔ خطوط کے مندرجات سے اس کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ لکھتے ہیں:

برادر مخلص! زید حبہ، سلام ورحمت، مزاج گرامی؟

آپ کے خطوط مل گئے۔ برابر میں نے آپ کو جوابات دیئے۔ آپ ایسا کیوں خیال کر لیتے ہیں کہ بغیر آپ کے واسطے سے میں پورنیہ کا پروگرام لے لوں گا۔ خطوط تو بہت سے آتے ہیں۔ ایک بار خیال آیا۔ سارے خطوط آپ کو بھیج دوں۔ تا کہ آپ کے پاس اس کا ریکارڈ رہے۔ اب میری صحت بہت کمزور ہوگئی ہے۔ سفر کی تھکان برداشت نہیں کر پاتا۔ 'سنی جمعیۃ العلما' کی وجہ سے مصروفیت بہت بڑھ گئی ہے۔

علاوہ ازیں پورنیہ کے پروگرام میں اب خسارہ کے سوا کچھ رہ نہیں گیا ہے اور مجھے جو کچھ کام کرنا تھا، وہ میں کر چکا۔ اب علاقہ سید اظہار میاں کے حوالے ہے۔ اب پروگرام کی خاطر پورنیہ آنے کو جی نہیں چاہتا۔ صرف آپ لوگوں سے ملنے کے لیے میں خود بھی ملاقات کے لیے بے چین ہوں۔ خدا کرے، ملاقات کی سبیل نکل آئے۔ احباب اہل سنت سے سلام کہہ دیں۔ بچوں کو دعائیں۔ خدا کرے، آپ بخیر ہوں۔

مشتاق احمد نظامی

۲۶ر دسمبر ۷۵ء۔

چوتھا خط: یہ خط بھی حضرت نظامی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ ہی کا ہے اور طوطیِ پورنیہ ہی کے نام سے ہے۔ لکھتے ہیں:

برادر مخلص! زید حبہ، سلام مسنون

میں جس روز الہ آباد پہنچا، اس کے دوسرے ہی روز میری بھانجی نواسی 'مہ جبین' کی طبیعت خراب ہوگئی۔ دیہات سے بلوا کر ہاسپٹل میں داخل کروایا۔ دوسرے روز آپریشن سے بچی پیدا ہوئی۔ دیہات سے ہمارا پورا گھر اور خاندان شہر آ گیا۔ اڑتالیس گھنٹہ موت اور زیست کی کشمکش میں مبتلا رہی۔ پورے گھر میں رونا پیٹنا مچا ہوا تھا۔ اس حال میں، میں کسی



طرح سفر نہیں کر سکتا۔ ہاسپٹل کا پرائیویٹ کمرہ لیا۔ ہم لوگوں کا پندرہ دن ہاسپٹل میں کٹ گیا۔ ہزاروں روپے خرچ ہوئے۔ خدا کا شکر ہے کہ اب دونوں اچھے ہیں۔

جہاں جہاں کے لیے میرا وعدہ تھا۔ اس صورت حال سے مطلع کر کے معذرت کر لی۔ میں نے قاری عبد الجبار صاحب کو جامع مسجد کشن گنج کے پتے پر لکھ دیا ہے کہ وہ آپ کو ڈیڑھ سو روپے واپس کر دیں۔ تا کہ آپ یہ روپیہ ان لوگوں کو دے دیں۔ جنہوں مجھے سفر خرچ دیا تھا۔ احباب اہل سنت اور پرسان حال سے سلام کہہ دیں۔ خدا کرے، مزاج بخیر ہو۔

مشتاق احمد نظامی

۱۱ر جنوری ۸۰ء۔

پانچواں خط: یہ خط مرشد طریقت حضرت سید شاہ اظہار اشرف میاں علیہ الرحمہ کا ہے۔ جو طوطیِ پورنیہ کے نام مرسل ہوا ہے۔ تحریر کرتے ہیں:

محبی مخلصی! سلام مسنون

۱۳/۱۴ر دسمبر کو مدرسہ اسلامیہ گونگا مہلا کو جلسہ کے لیے تاریخ دے چکا ہوں۔ ہر دو اجلاس میں آپ بھی میرے ساتھ ہوں گے۔ ۱۳ر دسمبر سے پہلے بیر پور رہوں گا۔ ۱۳ر دسمبر کو بہادر گنج سے گونگا مہلا چلوں گا۔ بہتر ہوگا کہ جانے میں ساتھ ہی رہیں۔

فقط والسلام

سید اظہار اشرف۔

چھٹا خط: یہ خط حضرت سید کلیم اشرف جائس کا ہے۔ ۱۹۵۷ء کا یہ محررہ مکتوب طوطیِ پورنیہ کے نام امضا ہوا ہے۔ سید صاحب موصوف لکھتے ہیں:

مخلص دیرینہ مولانا المکرّم! تحیات طیبہ مسنونہ

طالب الخیر مع العافیہ [ ہے ]۔ راجستھان، گجرات، کاٹھیاوار، مدھیہ پردیش اور یوپی کے ڈھائی ماہ پروگرام کے بعد واپسی ہوئی۔ تو خطوط کے انبار میں جناب کا خلوص نامہ بھی باصرہ نواز ہوا۔ یاد آوری پر مسرور و مشکور ہوں۔ مگر افسوس یہ ہے کہ ۶ر تا ۱۰ر فروری تک

حضرت سید شمس الرحمٰن صاحب سجادہ نشین پنڈوہ شریف کے مرتبہ پروگرام میں مالدہ اور اطراف میں مدعو ہوں اور وہیں سے ۱۱؍ کو کشن گنج پہنچنے کا پروگرام ہے۔ مندرجہ پروگرام میں حضرت مجاہد دوراں مولانا مظفر نانا اور حضرت غازی ملت ہاشمی ماموں مدظلہما بھی رہیں گے۔

اس لیے آپ کی خاطر ۱۰؍ فروری کے لیے میں خود کو خالی کرنے کی کوشش کرسکتا ہوں۔ بشرطے کہ آپ خود ۸؍ یا ۹؍ فروری کو مالدہ آجائیں۔ پنڈوہ شریف سے پتا چل جائے گا کہ ہم لوگ کہاں مقیم ہیں یا مندرجہ پتا سے ۶؍ سے ۱۰؍ فروری تک ہم لوگوں کا پروگرام اور قیام کا پتا آپ جوابی خط لکھ کر معلوم کرسکتے ہیں۔ معلوم کر کے آپ آجائیں۔ میں پوری کوشش کروں گا کہ آپ کے ہمراہ کشن گنج ایک دوروز قبل چلا چلوں۔ [پتا کے بعد] گھر میں سب کو سلام۔

والسلام

سید محمد اشرف کلیم اشرفی جیلانی

۱۵؍ جنوری ۷۵ء۔

ساتواں خط: یہ خط مجاہد دوراں حضرت سید مظفر حسین کچھوچھوی علیہ الرحمہ کا ہے۔ لیکن یہ خط حضرت سید اظہار اشرف میاں کے نام لکھا گیا ہے۔ صرف اس خطہ سے تعلق ہونے اور محفوظ کرنے کی غرض سے یہاں درج کیا جاتا ہے۔

عزیزم اظہار میاں سلمہ، دعا

منورہ [نزد کانکی، کشن گنج] کے مریدین ومعتقدین قطب میاں کا خط لے کر آئے تھے۔ جس میں انہوں نے میری طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ اس لیے میں نے ان کے حکم کے مطابق ۱۱؍ و ۱۲؍ جنوری بروز دوشنبہ، سہ شنبہ ۱۳؍ و ۱۴؍ ذی قعدہ مقرر ہے۔ آپ ومقامی علما ۱۱؍ جنوری کو شریک رہیں۔ میں ۱۱؍ جنوری کو مقدمہ کر کے روانہ ہو جاؤں گا۔ ان شاء اللہ ۱۲؍ جنوری کو کشن گنج پہنچ جاؤں گا۔ آپ بس اس تاریخ کو قبول فرمالیں۔ تبدیلی پر میرے لیے بہت دشواری ہوگی۔



سید مظفر حسین

۹؍ دسمبر ۷۰ء۔

آٹھواں خط: موضع جلکی، علاقہ بارسوئی، ضلع گزشتہ پورنیہ، حالیہ کٹیہار میں اللہ کریم کے ایک کامل ولی کا مزار فائض الانوار ہے، جو زیارت گاہ خلائق ہے۔ نام نامی ہے حضرت سید شاہ حسین تیغ برہنہ لنگوٹ بند قدس سرہ العزیز۔ اسی درگاہ پاک کی دیکھ بھال اور خدمت گزاری میں سادات کرام کا خانوادہ صدیوں سے مصروف ہے۔ اس خانوادۂ سادات کے ایک نامور فرد گزرے ہیں۔ حضرت مولانا سید شاہ محمد ابوالحسنات علیہ الرحمہ۔ آپ منظر اسلام بریلی شریف سے فارغ التحصیل تھے۔ انہی سید صاحب موصوف کے دو خطوط اس وقت پیش نظر ہیں۔ ایک تو وہ، جب آپ منظر اسلام میں پڑھتے تھے اور دوسرا خط جلکی سے عرس میں شرکت کے لیے لکھا گیا ہے۔ یہ خطوط ہی نہیں، تاریخ کی اہم کڑیاں بھی ہیں۔ اس لیے ہم انہیں تاریخ کا حصہ بنا رہے ہیں۔ جو آنے والی نسل کے لیے آئینہ کا کام کریں گے۔ اچھا تو ملاحظہ کیجیے، ان کا پہلا خط، جو طوطیِ پورنیہ کو ارسال کیا گیا ہے۔

از دارالعلوم منظر اسلام محلّہ سوداگران بریلی

۲۶؍ صفر ۱۳۶۸ھ

مصدر اخلاق انیس غمگسار من! سلام مسنون قبول باد

گزارش خدمت ایں کہ زمانہ بعید پر آپ کا ایک پرچہ ورود مسعود ہو کر باعث مسرت ہوا۔ اس ذرہ نوازی کا تہہ دل سے شکریہ جتنا ادا کروں، کم ہے۔ میں اس سے قبل دو کارڈ حاضر خدمت کیا ہوں۔ پھر بھی آپ لکھتے ہیں کہ 'امید مسرت تو منقطع ہو چکی تھی'۔ ہاں! آپ لکھتے ہیں۔ لیکن آپ جیسا امید مسرت منقطع کر چکے تھے، میں تو اپنے دل میں اسی مضمون کو گردان رہا تھا۔ خیر اسی درمیان آپہنچا۔ آپ خوب جانتے ہیں کہ: **الانتظار اشد الموت**'۔ اس سے زیادہ میں لکھنا نہیں چاہتا ہوں۔ آپ اپنے دل میں جو بھی سمجھیں۔ لیکن میں تو ہر وقت اللہ رب العزت سے یہی دعا کرتا ہوں کہ مجھے ایسی نیت نہ دے۔ ان شاء اللہ

میں تو آج تک جواب میں تاخیر کیا ہوں، نہ کروں گا۔ میری ذات سے اس قسم کی امید بالکل منقطع کر دیں۔ خیر میں بہت کچھ لکھ دیا۔ معافی کا خواستگار رہوں۔

مقدمہ نہ صلح کی خبر سن کر بہت زیادہ صدمہ ہوا۔ کیا کیجیے گا۔ مقدر میں یہی تھا۔ یہ سب مقدر کی بات ہے۔ ورنہ ایسا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے کام کئے جائیں۔ میں آپ کے لیے ہر وقت دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے اس مصیبت سے نجات دے۔ آمین ثم آمین۔ اللہ تعالیٰ مصیبت کے بعد انسان کو ضرور آرام دیتا ہے۔ میں بفضلہٖ تعالیٰ بخیر ہوں اور آپ لوگوں کی خبر و خیریت بدرگاہ قادر و قیوم نیک متدعی۔

مولوی نازک صاحب بخیر ہیں۔ میں ان کو گھر جانے کے لیے بہت کچھ کہا۔ لیکن وہ کسی حالت پر جانے کے لیے روادار نہیں۔ جو انسان کے کہنے سے بات نہیں مانے، ان کو کیا کہا جائے۔ میں تو صرف یہی کہہ سکتا ہوں۔ اس سے زیادہ کیا؟ سنتے ہیں کہ رمضان شریف کے بعد مبارک پور تشریف لے جائیں گے۔ میں ان کو یہاں تک کہا کہ کم از کم ایک ہفتہ کے لیے چلے جائیں۔ پھر چلے آیئے گا۔ پھر بھی وہ تیار نہیں ہوا۔

ہم لوگوں کی پڑھائی بفضلہٖ تعالیٰ اچھی ہو رہی ہے۔ مشکوٰۃ شریف ختم ہو گئی اور باقی کتابیں کچھ باقی ہیں۔ امید ہے کہ رجب میں ختم ہو جائیں گی۔ میں ان شاء اللہ تعالیٰ رجب کے آخری ہفتہ یا شعبان کے پہلے ہفتہ میں مکان چلا جاؤں گا۔ ان شاء اللہ مقررہ تاریخ کو آگے آگاہ کروں گا۔ بریلی کی فضا اچھی ہے۔ یہاں بارش دو چار قطرہ ہوتی ہے۔ ادھر کے حالات سے آگاہ کریں۔ گھر میں بھائی صاحب، والدہ صاحبہ و کل صاحبان کی خدمت میں سلام عرض کر دیں گے۔ جلدی میں لکھا ہوں۔ معافی کا خواستگار۔

فقط والسلام

فقیر سید ابوالحسنات غفرلہ، بریلی۔

نواں خط: یہ خط بھی حضرت مولانا سید ابوالحسنات صاحب جلکی کا ہے۔ لکھا ہے:

ازجلکی، مورخہ ۱۰ر اپریل ۱۹۷۶ء



محترم المکرّم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بحمد اللہ! میں بفضلہٖ تعالیٰ بخیر رہ کر آپ لوگوں کی خبر و خیریت بدرگاہ رب العزت نیک متدعی۔ احوال ضروری ایں کہ میں ایک خط عرس شریف کے متعلق آپ کے گھر کے پتے پر بھیجا ہوں۔ شاید آپ کو مل گیا ہوگا۔ میں آئندہ کل آپ سے ملاقات کرنے کے لیے نورنگا جانے والا تھا۔ لیکن آج شام معلوم ہوا کہ آپ کل بھینس بندھا کے پروگرام میں جانے والے ہیں۔

لہٰذا میں آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ آپ برائے کرم ۲۰ر اپریل ۱۹۷۶ء بروز منگل جلکی عرس شریف میں تشریف لائیں۔ کیوں کہ ۲۱ر اپریل بروز بدھ میرے ہاں عرس شریف ہے۔ میں آپ کو اس سے پہلے خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ آپ اپنے ہمراہ جو بھی اچھے مقرر ہوں، ان کو ضرور بالضرور میرے ہاں کے عرس شریف کے لیے تشریف لانے کی تکلیف گوارہ فرمائیں۔ آپ منگل کو کس ٹرین سے اور کس وقت بارسوئی اسٹیشن تشریف لائیں گے۔ خلاصہ تحریر فرما دیں۔ تاکہ میں اس وقت کے مطابق اسٹیشن [پر] سواری موجود رکھوں اور کوئی مقرر ہو، تو ان کو بھی ضرور ہمراہ لائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

فقط والسلام، آپ کا

سید ابوالحسنات غفرلموضع جلکی۔

دسواں خط: یہ خط، مسلم تنظیم کانفرنس، بہادر گنج کے صدر محترم کا ہے۔ لکھا ہے:

'مورخہ ۱۴ر دسمبر ۱۹۷۷ء

باسمہ تعالیٰ

محترم طوطیٔ پورنیہ حضرت مولانا ابوالعلیٰ صاحب! سلام مسنون

بخیر ہوں۔ [امید کہ] مزاج اچھا ہوگا۔

کانفرنس کی تاریخیں طے ہو گئیں ہیں۔ ۲۵/۲۶/۲۷ر جنوری ۱۹۷۸ء، اس میں آپ کی زیر نگرانی کانفرنس ہوگی۔ عنقریب پوسٹر منظر عام پر آ رہا ہے۔ آپ کی شرکت ہر

طرح ہو گی۔ دیگر بات یہ ہے کہ ۲۹/دسمبر ۱۹۷۷ء کو بہادر گنج میں میٹنگ ہے۔آپ تشریف لاتے ،تو نیک مشورے سے نوازتے۔

نظامی صاحب کو ٹیلی گرام میں کر چکا ہوں۔ پھر آج کر رہا ہوں۔ان شاء اللہ آنے کی قوی امید ہے۔آپ سے بھی گزارش ہے کہ نظامی کو خط لکھیں۔بمبئی، الہ آباد، دونوں جگہ، واپسی ڈاک سے یہ تحریر کریں کہ میں آپ کے گھر کب تک آؤں۔

فقط: محی الدین احمد۔

یہ دس سردست بس ہیں۔ یہ سارے خطوط حضرت مولانا محمد ابو العلی اصغر کو چکڑھ کے نام ہیں۔خطوط اور بھی ہیں۔موقع ملا، تو پھر دیکھا جائے گا۔مواد و معلومات ایک خاص حصہ یہاں پیش کر دیا گیا ہے۔ضرورت ہے کہ اس خاندان کی دینی خدمات کا بھرپور جائزہ لیا جائے۔تاکہ سیمانچل کی تاریخ اہل سنت کی آنے والی نسل کے لیے محفوظ رہے۔حضرت مولانا محمد محی الدین لطیفی علیہ الرحمہ کے پوتوں میں کئی علما ہیں۔انہیں اس طرف توجہ دینے کی ازحد ضرورت ہے۔کیوں کہ بدعقیدگی کا سیلاب بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے۔

[ماخوذ، کاملان پورنیہ، جلد دوم/۶۴ تا ۸۲، طبع ۲۰۱۶]

مفکر مسلک اعلیٰ حضرت امیر القلم حضرت علامہ ڈاکٹر غلام جابر شمس پورنوی دام ظلہ العالی

بانی و سربراہ نالج سیٹی کشن گنج

(ایم اے، پی ایچ ڈی، گولڈ میڈلیسٹ)

☆☆☆☆☆



**تیسرا مقالہ**

# حضرت مولانا شاہ **ابو العُلیٰ** اصغر وحیدی ابوالعلائی

## حیات وشخصیت

حضرت مولانا خواجہ ساجد عالم لطیفی مصباحی ☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بہار و بنگال خصوصاً سیمانچل اور سیمانچل سے متصل بنگال کے اضلاع میں ماضی قریب کے اندر اندر جن رجال باکمال اور مردان کار نے اپنی اپنی خدمات و کارنامے انجام دیئے، اسلام وسنیت کا ڈنکا بجایا، عقیدۂ توحید و رسالت کے حوالے سے انسانیت کو صحیح ڈگر پر چلایا، قرآن و حدیث کی تعلیمات و فرمودات کو گھر گھر پہنچایا، ایک انقلاب برپا کیا، دین متین کے تعلق سے فاسد افکار و نظریات، باطل خیالات و تصورات کو فنا کے گھاٹ اتارا، ماحول و فضا کے رخ سے سراسیمگی و سرگشتگی جیسے حالات و واقعات کو ملیامیٹ کیا، فرقۂ باطلہ وضالّہ کے ابھرتے فتنوں کا سد باب کیا، خاص طور پر طبقۂ دیوبندیہ و وہابیہ کی گھنونے سازشوں کو ناکام کیا اس دیار کے دامن کو لعل و گوہر سے مالا مال کیا، اس سرزمین کو سرسبز و شاداب کیا، اس دھرتی کو جنت نشاں و لالہ زار بنایا، ان میں ایک نمایاں و واجب الذکر نام: خیر الاذکیا عمدۃ الوعظین مناظر اہل سنت پیر طریقت رہبر شریعت طوطیٔ بہار و بنگال حضرت علامہ و مولانا صوفی الشاہ ابو العُلیٰ اصغر وحیدی ابو العلائی علیہ الرحمۃ والرضوان [ولادت ۱۹۲۵ء متوفی: ۱۸/دسمبر ۱۹۸۸ بروز منگل] کا بھی ہے۔

آپ نے جس طرح ایمان کے جوش و حرارت، پاکیزہ جذبات واحساسات کی توانائی، علم و فکر کی بلندی اور کردار و عمل کی پختگی کے ساتھ اس خطے میں خدمات و کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں، وہ بہت لائق ذکر اور آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔آپ

ایک درویش صفت، صاف دل، پاکیزہ ذہن، خوش اخلاق، نیک انسان تھے، آپ کا دل خشیت باری وعشق نبی میں مصروف رہتا تھا، آپ کی زبان پر ذکر الٰہی ومدحت رسول کا ترانہ ہوتا تھا، دین وملت سے ہمدردی وخلوص اور ایثار قربانی کا جنون پالے ہوئے تھے، مذہب و مسلک کی ترویج واشاعت اور فروغ وارتقا کے بے پناہ جذبہ وحوصلے کو اپنا شعار بنا رکھا تھا، رشد وہدایت اور تبلیغ وارشاد کی خاطر پہلو میں دل دھڑکتا تھا، صبح وشام مقدس اہلِ سنت و جماعت کی پاسبانی ونگہداشت کی فکر میں بیتاب رہا کرتے تھے، بے لوثی وللٰہیت گھٹی میں پڑی تھی، تقویٰ وطہارت میں اپنی مثال آپ تھے، محبت خداوندی وعشق رسول کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، خاکساری ومنکسر المزاجی، زہد وقناعت، خدمتِ خلق، حاجت روائی اور غربا پروری کی تعلیم ورثے میں ملی تھی، بڑی کاڑھی ہوئی اور نستعلیق شخصیت کے مالک تھے۔

آیئے اِن کے گلستانِ حیات وخدمات کی سیر کریں۔

## ولادت باسعادت:

۱۹۲۵ء میں آپ نے ایک علمی و دینی گھرانے میں زندگی کی پہلی سانس لی۔ والدین کی آغوش محبت میں بڑے ناز ونِعَم سے پلے بڑھے آپ عالم وجود میں کیا آئے کہ گھر آنگن میں بہار آ گئی۔ ہر سو چراغاں ہو گیا بام و در مہک اٹھے، دھرتی گنگنانے لگی، فضائیں مسکرا اٹھیں اور ہوائیں تبسم ریز ہوئیں۔ اور آپ کے والد بزرگوار (افضل الفضلا حضرت علامہ ومولانا صوفی شاہ محی الدین حفیظی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے آپ کا اسم گرامی ''ابوالعُلیٰ'' رکھا۔

## تحصیل علم وفن:

آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی ابتدائی فارسی وعربی کی تعلیم وتحصیل گھر پر ہی ہوئی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے جامعہ لطیفیہ بحر العلوم عملہ ٹولہ کٹیہار تک رسائی کی اور مجدد اعظم حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان (۱۲۷۲ھ/۱۳۴۰ھ) کے تلمیذ خاص ملک العلماء حضرت علامہ ومولانا الشاہ ظفر الدین بہاری رضوی علیہ الرحمہ، نیز



دیگر معاصر اساتذہ کرام کی بارگاہوں میں زانوے ادب تہہ کیا۔ پھر تکملہ کی غرض سے جامعہ منظر اسلام بریلی شریف پہنچے اور یہاں باقیماندہ علوم وفنون کو حاصل کیا اور (۱۹۵۲ء) کو دستار وسند سے نوازے گئے۔

## شادی خانہ آبادی:

طلبِ علوم وفنون سے جب آپ نے فراغت حاصل کی تو آپ کی والدہ واقارب کو خیال ہوا کہ آپ کی شادی کرادی جائے۔ چنانچہ مولانا رقیب عالم خطیب جامع مسجد پانکی نزد بائسی پورنیہ بہار کی نور نظر لخت جگر زینت النساء سے آپ کی رسم کتخدائی طے پائی۔ ان کی کوکھ سے سات صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں کتمِ عدم سے عالم وجود میں آئے۔ صاحبزادوں کے اسماء حسبِ ذیل ہیں: (۱) جناب فیض العلیٰ (۲) جناب ضیاء الرحمٰن (۳) مولانا شاہ غالب (۴) جناب شاہ نور عالم (۵) قاری ظفر العلیٰ (۶) جناب اکمل رضا (۷) جناب اجمل رضا۔ جب کہ صاحبزادیوں کے نام کچھ اس طرح ہیں: (۱) معصومہ خاتون (۲) رضیہ شاہین (۳) کنیز فاطمہ۔

## درس وتدریس:

حضرت مولانا شاہ چراغ عالم لطیفی سابق سجادہ نشیں خانقاہ لطیفیہ رحمٰن پور اور حضرت مولانا شاہ عین الہدیٰ سابق شیخ الحدیث جامعہ لطیفیہ بحر العلوم کٹیہار جیسے ثقہ راویوں کی فراہم کردہ معلومات کے مطابق صاحب تذکرہ نے ملک کے متعدد اداروں اور دانشکدوں میں تدریسی بساط بچھائی تھی۔ اور ایک دنیا جہان کو فیضیاب فرمایا تھا۔ آپ کے بھی تلامذہ وفیض یافتگان بکثرت تھے۔ مرور ایام کی عجب ستم ظریفی ہے کہ یہ ریکارڈ محفوظ رکھا نہ جا سکا۔ ورنہ سر دست یہاں فہرست ایک درپن بنکر روبرو ہو جاتی۔ بیان کردہ روایت کے تناظر میں مدرسہ حمیدیہ قعلہ گھاٹ دربھنگہ (بہار)، مدرسہ سبحانیہ الٰہ باد (یوپی)، خصوصیت کے ساتھ آپ کے تدریسی پڑاؤ رہے مجموعی طور پر آپ کی کارکردگی پانچ چھ سال تھی۔ فراغت کے بعد ہی آپ نے اس شغل سے واسطہ رکھا، جو ۱۹۵۳ء تا ۱۹۵۸ء کو محیط تھا۔

## بیعت اور اجازت وخلافت:

آپ اپنے والد بزرگوار دانائے شریعت رازدار طریقت اعلم العلماء افضل الفضلا حضرت مولانا صوفی شاہ محمد محی الدین حفیظی ابوالعلائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ [ولادت: ۱۸۹۲ء رمتوفی: ۱۹۳۹ء] کے استاذ اور پیر و مرشد یعنی قدوۃ العلماء زبدۃ الفضلا اعلیٰ حضرت مولانا شاہ حفیظ الدین لطیفی ابوالعلائی (۱۲۴۵ھ/۱۳۳۳ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت مولانا شاہ خواجہ وحید اصغر قدس سرہٗ کے مرید اور خلیفۂ وقت تھے۔

## کچھ پیر خانہ کے بارے میں:

آپ کا پیر خانہ ''خانقاہ لطیفیہ'' رحمٰن پور تکیہ شریف بارسوئی کٹیہار بہار ہے، اس کی بنیاد گزار اور مؤسسِ اول قدوۃ العلماء زبدۃ الفضلا اعلیٰحضرت مولانا شاہ حفیظ الدین لطیفی ابوالعلائی علیہ رحمۃ القوی ہیں۔ جو ایک تاریخ ساز وعہد آفرین اور قدآور نابغۂ روزگار ہستی کے مالک تھے۔ آپ نے مختلف علوم وفنون پر دو درجن سے زائد تصنیفات وتالیفات یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کی خدمات و مساعی کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ مذہب وملت اور مسلک وجماعت کی خاطر آپ نے جو جدوجہد، سعی پیہم، عزمِ محکم کے نقوش ثبت کئے ہیں، وہ رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔ آپ ''بارگاہِ عشق''، متن گھاٹ پٹنہ سیٹی پٹنہ (بہار) کے مشہور ومعروف بندۂ حق آگاہ وحق شناس حضرت مولانا شاہ خواجہ لطیف علی قدس سرہ کے دست گرفتہ اور خلیفہ اعظم تھے۔ آپ نے مختلف مدارس وجامعات میں درس وتدریس کے فرائض انجام دیے ہیں۔ ان میں مدرسہ وخانقاہ کبیریہ سہسرام نزد پٹنہ (بہار) کا نام خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہے۔

آپ جب خانقاہ کبیریہ تشریف لائے تو یہاں کی علمی وادبی فضا نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ پھر یہ راز کھلا کہ آپ ایک عالم جامد ہی نہیں، بلکہ عالم ربانی ہیں، محض صوفی نہیں، صوفی صافی، شافی بھی ہیں، زاہد خشک نہیں، عابد مرتاض نکتۂ سنج واعظ، نعت گو شاعر بھی ہیں، یہی نہیں، مریض قوم کا مسیحا، دردمند مصلح، روشن ضمیر مرشد بھی ہیں، جب تک



بدلیاں تھیں، چاند چھپا تھا۔ وہ ہٹ گئیں، چاندنی ہر سو بکھر گئی، سہسرام، شاہ آباد، آرہ، اورنگ آباد، گیا، بہار شریف، تمام مضافاتِ پٹنہ اس چاندنی سے نہانے لگے۔

## آمدم بر سر مطلب:

صاحب تذکرہ یعنی طوطیٔ بہار و بنگال کے والد محترم حضرت مولانا صوفی شاہ محی الدین حفیظی ابوالعلائی علیہ الرحمۃ کو اپنے استاذ اور پیر و مرشد سے کیسا لگاؤ اور تعلق خاطر تھا اور باہم کس طرح یہ رشتہ پروان چڑھا ہوا تھا۔ اس کا اندازہ درج ذیل ایک مکتوب اور ایک غزل سے کیجیے:

بحسنِ نگاہِ سرمایۂ تسکینِ خاطر حزین بدل اندر مکین عزیز جانم مولوی محمد محی الدین زاد عشقہ للہ وفی اللہ، از مشتاقِ لقائے سلام ودعا وعشق فقراء رسیدہ باد آرے۔

دزدیدہ فگندی بمن از ناز نگاہے ۔۔۔ قربانِ نگاہِ تو شوم باز نگاہے
بلے۔ ء۔ چشمت بغمزہ لب بشکر خندہ می کنند ۔۔۔ تفسیر آیتِ خلق الموت و الحیات

ہاں ہاں! اے نورِ جان دلم! با تو سر دارد کہ نتواں گفت و نیز با تو سر است کہ نتواں نہفت آرے۔ ع: نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا۔ ع: یار امدام بادۂ عیشت بکام بار۔ اکنوں چیزے از راز و ناز و نیاز حضرت عشق ازیں دعا گو و رضا جو بشنو کہ لفظِ عشق درائے معنی مصدری بدو معنہائے دیگر مستعمل است۔ یکے حالت است مر عاشق را نیز بنظرش در نیارد کہ گفتہ کہ: ''**العشق نار تحرق کل شئ ما سوی الحبیب.**'' یعنی عشق آتشے است کہ غیرِ دوست ہر چیزے را می سوزد و نور وحدت در دیدۂ عاشق می افروزد۔ اے کاش! اگر عاشق را چنیں حالت با معشوق حقیقی روزی بود تا البتہ یکے از واصلان بار گاہش شود و اگر مبادا با معشوقے مجازی ہمیں حالت مر او را در رسد تا بشرطِ محض بے غرضی و عدم بوالہوسی وغیر ہوائے نفسی باآخر کارِ جانبِ معشوق حقیقی مر او را در کشد۔

دزدیدہ فگندی بمن از ناز نگاہے ۔۔۔ قربانِ نگاہِ تو شوم باز نگاہے
بلے۔ ء۔ چشمت بغمزہ لب بشکر خندہ می کنند ۔۔۔ تفسیر آیتِ خلق الموت و الحیات

عاشقے گرزیں سر و گرزان سراست　　عاقبت مارا بداں شه رہبراست

ومعنی دیگرایں کہ عشق عینِ ذاتِ واجب الوجود مبدأ ہر عاشق ومعشوق واصل ہر موجوداست ومے بکسوتِ معشوقے برآید ودمے دیگر بلباس عاشقی درآید آرے۔

گہے درکسوتِ لیلےٰ فروشد　　گہے برصورتِ مجنوں برآمد

ہاں ہاں! بہرزماں خود باخود عشق می بازدو باغیرے نمی پردازدو ہرلحظہ آرزوے معشوقے پردہ براندازدو ہرلمحہ ازراہ عاشقے پردہ آغازد۔

عشق در پردہ می نوازد ساز　　عاشقے کو کہ بشنود آواز
ہر نفس نغمۂ دگر سازد　　ہر زماں زخمۂ کند آغاز
ہمہ عالم صدائے نغمۂ اوست　　کہ شنید ہمچنیں صدائے دراز
رازِ او از جہاں بروں افتاد　　خود صدا کے نگاہ دارد راز
سرّ او از زباں ہر ذرّہ　　خود تو بشنو کہ من نیم غمّاز

ہاوں اے جانِ بیدلاں اندریں وقت وحالت بقدرفہم وخیالت بس می کنم وازیں بیش راہوس نمی کنم ورنہ ایں بیانے ست کہ ایں راپایانے نیست۔ والدعاء وبس۔[مکتوبات لطفی مکتوب نمبر ۲۶/ص ۳۲،۳۳ مطبوعہ سلیمانی پریس گائے گھاٹ بنارس طبع اول ۱۹۲۸ء]

خلاصۂ مفہوم: سرمایۂ تسکین خاطر حزیں بدل اندرمکیں عزیز جانم مولوی محمد محی الدین زادعشقہ للہ وفی اللہ کے حسن بنگاہ میں دیدوملاقات رکھنے والے کی طرف سے سلام ودعا اورفقیر کا عشق مقبول ہو۔آرے!

دزدیدہ فگندی.......یعنی تم نے دزدیدہ نگاہ مجھ پر کیا ڈالی کہ میں بھی تمہاری نگاہِ ناز پرسَو جان سے قربان ہوں جی تو، یہی کرتا ہے کہ ایک نگاہ جادو پھر مجھ پر ڈال دو۔ ہاں چشمت بغمزہ.....تمہاری چشم غمزہ اور خندگی کے لب شکر سے **خلق الموت والحیاۃ** کی آیتِ تفسیر بیان کرتی ہے۔ ہاں ہاں! اے نورجاں! میرا دل تیرے ساتھ ایسا رشتہ رکھتا ہے کہ میں کہہ نہیں سکتا۔اور یہ ایک ایسا راز ہے کہ جسے چھپا بھی نہیں سکتا۔نہاں کے ماند.....وہ



راز کہ جس سے محفلیں سنوارتے ہیں کب یہاں رہتا ہے۔ع، یارامدام بادہ ائے جان جانا! .........ہمیشہ مقصد کے موافق اپنے بادۂ عیش کے ساتھ جینا سیکھو۔

اب کچھ حضرت کے عشق کے نازونیاز اور راز سے متعلق یہ رضا جو دعا کہتا ہے اسے سنو! وہ یہ ہے کہ لفظ ''عشق''معنیٔ مصدری کے علاوہ دیگر معنوں میں بھی مستعمل ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ خاص عاشق کی خاطر وہ استعمال ہوتا ہے اس سے مترشح مفہوم یہ ہے کہ عاشق جب کسی سے عشق حقیقی کرتا ہے تو معشوق کے سوا اس کی نظر میں اور کوئی نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ وہ خود بھی اپنی نگاہ میں عدم وفنا کا شکار ہوجاتا ہے۔جیسا کہ لوگوں نے کہا ہے۔ ''**العشق نار تحرق کل شئ ماسویٰ الحبیب**'' عشق ایسی آگ ہے کہ معشوق کے سوا ہر چیز کو جلا دیتی ہے۔اور نورِ وحدت عاشق کی آنکھ کو روشن کردیتا ہے۔اے کاش! اگر عاشق کو اپنے معشوقِ حقیقی کے ساتھ ایسی حالت نصیب ہو تو وہ اس کی بارگاہ کے ایک واصلوں میں سے ہوگا۔اور اگر مبادا! معشوقِ مجازی کے ساتھ یہی کیفیت وحالت ہوجائے تو اس وقت یہ معاملہ محض بے غرضی وعدم بوالہوسی وغیر ہوائے نفسی کی شرط پر بالآخر معشوق حقیقی کی جانب اسے کھینچ لائے گا۔ عاشقے گرزیں سروگر.......اس کا دوسرا مفہوم یہ بھی ہے کہ عشق ہر عاشق ومعشوق کی جائے پیدائش اور ہر موجود کی اصل واجب الوجود کے ساتھ نکلتا ہے اور کبھی عاشقی پوشاک کے ساتھ داخل ہوتا ہے۔ ع، گہے درکسوت............کبھی لیلیٰ کے لباس میں غائب ہوا۔کبھی مجنون کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ ہاں ہاں! عشق خود اپنے ساتھ ہر وقت کھیلتا ہے اور غیر کے ہمراہ مشغول نہیں ہوتا۔ اور ہر لحظہ معشوق کی آرزو سے پردہ اٹھاتا ہے اور ہر لمحہ عاشق کی راہ سے پردہ شروع کرتا ہے۔عشق در پردہ می نوازد ساز...... ہر نفس نغمۂ دگر سازد ....... ہمہ عالم صدائے نغمۂ اوست .......راز واز جہاں بروں افتاد........سراواززباں ہرذرہ.......

**ان تمام اشعار کا آزادانہ مفہوم:**

(الف) عشق پردہ میں باجا بجاتا ہے ایسا عاشق کہاں کہ اس کی آواز سنے۔(ب) ہر گھڑی

ایک دوسرا گانا گاتا ہے۔ ہر وقت ایک نیا راگ شروع کرتا ہے۔ (ج) تمام دنیا اس کے نغمہ کی صدا ہے۔ کس نے ایسی اونچی لمبی صدا سنی ہے۔ (د) اس کا راز عالم سے باہر ہو خود صدا راز کو کب تک نظر میں رکھ سکتی ہے۔ (ہ) تم خود اس کا بھید ہر ذرہ کی زبان سے سنو۔ کیونکہ میں چغلخوروں میں سے نہیں ہوں، ہاں! اے جانِ بیدلاں! میں اس وقت عاشقوں کے حال اور ان کے کیف وکم کے حوالے سے تیرے خیال اور سمجھ کے مطابق بس کرتا ہوں اور اس سے زیادہ کا ہوس نہیں کرتا ہوں۔ ورنہ یہ ایک ایسا موضوع ہے کہ اس کے بیان کی کوئی حد نہیں۔ والدعا وبس۔

زیر نظر غزل کا پس منظر یہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت صوفی شاہ محی الدین حفیظی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے گھر کوچگڑھ تشریف لے گئے، تو حضرت شاہ حفیظ الدین قدس سرہٗ نے اپنے اس عزیز از جاں شاگرد و مرید وخلیفہ کی جدائی و ہجر میں چشم قلم کے اشک سے یہ غزل لکھ کر ان کو روانہ کی۔

بت سر مستِ ناز من کجائی — نمی بینی نیازِ من کجائی
کجائی اے محی دین اے جان کجائی — تو اے دانائے راز من کجائی
دلم شد آتشِ شوقت کبابی — کجائی دلنواز من کجائی
بجان آمدہ دلا دلدادۂ تو — کجائی جان نواز من کجائی
چہ گویم روز شب چوں می گذارم — بہ بیں سوز و گداز من کجائی
دلم در انتظارِ تست بے جان — مسیح دلنواز من کجائی
بہر پہلو بہ بستر غلطم ایں جان — بہ بستر سر فراز من کجائی
منت مرغ کمین تو شاہبازے — خدا را شاہباز من کجائی
زدیدہ خوں چکداز یادِ چشمت — نگارِ (اے ناز کنندہ من) عشوہ سازِ من کجائی
بہ بستاں نگاہ ہستی جلوہ فرما — نہالِ سرونازِ من کجائی
لطیفے راز لعلت تازہ جانے — بیا ائے جانواز من کجائی



**اس غزل کا آزادانہ مفہوم:**

(۱) صنم قلندر میرے ناز تم کہاں ہو۔ تمھیں نہیں دیکھتا اے میرے ناز کہاں ہو۔

(۲) کہاں ہو، اے میری جان محی الدین کہاں ہو۔ اے میرے دانائے راز تم کہاں ہو۔

(۳) تیری محبتِ شوق کی آگ سے میرا دل کباب ہو گیا۔ کہاں ہو، میرے دلنواز کہاں ہو۔

(۴) تجھے دل دے کر، میرے دل میں جان آ گئی۔ کہاں ہو، اے میری جان میں جان کی روح پھونکنے والے کہاں ہو۔

(۵) میں کیسے کہوں کہ میں کس طرح شب وروز گزارتا ہوں۔ ارے میرے سوز و گداز کو دیکھو، تم کہاں ہو۔

(۶) تیرے انتظار میں میرا دل بے جان ہو گیا۔ اے میرے دل کے مسیحا تم کہاں ہو۔

(۷) اے میری جان، میں بستر پر رہ کر تیری یاد میں ہر کروٹ فکر و بے قراری میں رہتا ہوں۔ میرے سرفراز، میری بستر میں آ جاؤ کہاں ہو۔

(۸) میں تیری کمین گاہ کی ایک چڑیا ہوں، تم تو شہباز ہو۔ خدا کے واسطے، میرے شہباز کہاں ہو۔

(۹) تیری آنکھوں کی چمک کی یاد لیے دید وملاقات کی خاطر میں خون کے آنسو رو رہا ہوں۔ میرے ناز و نیاز کو سنوارنے والے، کہاں ہو۔

(۱۰) تم مجھ سے دور ہو، ذرا میری نگاہِ ہستی میں جلوہ فرما ہو جاؤ میرے راز و نیاز کو شرابور کرنے والے، کہاں ہو۔

(۱۱) لطیفی کو تیرے لب سے جان میں تازگی میسر ہوتی ہے۔ آ جاؤ، اے میرے جاں نواز، کہاں ہو۔

[ دیوان لطیفی ص ۱۳۹ مطبوعہ مطبع رحمانیہ مخصوص پور مونگیر طبع اول ۱۳۳۸ھ ]

حضرت صوفی محی الدین علیہ الرحمۃ [ ولادت: ۱۸۹۲ء، متوفی: ۱۹۳۹ء ] ایک طویل مدت تک اپنے پیر خانہ سے وابستہ رہے یہاں آپ نے جہاں علم شریعت کی تحصیل فرمائی وہیں حصول علم طریقت وسلوک سے بھی اپنا اٹوٹ رشتہ بنائے رکھا، جب بن سنور گئے، مس خام سے کندن بن گئے، تو اب انہیں اپنے دیار اور وہاں کی آبادی کو آراستہ و پیراستہ کرنے کا دھن سوار ہوا، اپنے گاؤں کو چگرڑھ واپس تشریف لائے۔ اپنی ذاتی زمین وقف کر کے مسجد کی بنیاد رکھی، تعمیر بھی کی، مدرسہ بنوایا، تعلیم کا اجرا فرمایا۔ پھر خانقاہ تعمیر فرمائی اور عملی تربیت کا کام شروع کر دیا، تعلیم وتربیت، عبادت تمام کل پرزے بہ یک وقت شروع ہو گئے، اور ایک عرصہ تک نہایت سرگرمی کے ساتھ چلتے رہے، پھر ایک وقت وہ بھی آیا کہ آپ نے ہمیشہ کے لیے آنکھیں موندلیں اور اس دنیائے دنیٰ سے سدھار گئے۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون.**

آپ کے وصال کے بعد آپ کے خلف اکبر یعنی یہی صاحب تذکرہ طوطیٔ بہار و بنگال نے چھوڑے ہوئے مشن وتحریک کو آگے بڑھایا اور ایک سے بڑھ کر ایک کارنامہ انجام دیا۔ سچا جانشیں جسے کہا جاتا ہے، آپ اس معیار پر کھرا اترے، آپ کے زمانے میں سیمانچل اور اطراف کے اندر دیابنہ خودرو پوروں کی طرح دکھائی دے رہے تھے اور یہی نہیں بلکہ انہوں نے جہاں تہاں سے بھی اُبھارنا شروع کر دیا تھا۔ علاقے کی یہ صورت حال دیکھ کر آپ کا بے چین ہو جانا ایک فطری امر تھا، چنانچہ آپ نے اس رستاخیز ماحول اور سراسیمہ کر دینے والے حالات سے نپٹنے کے لیے تحریک کی رگوں میں تازہ خون فراہم کرنا شروع کیا اور ایک کارواں تیار کر کے میدانِ عمل میں اتر پڑے پھر نتیجہ یہ ہوا کہ مخالف جماعت کو مجال دم زدن نہ رہا۔ آپ نے اسلام وسنیت کا پرچم لہرانے اور علاقے بھر میں اس کی جڑیں گہری مضبوط کرنے کی خاطر متعدد جگہوں پر مدارس ومکاتب اور تحریکوں وانجمنوں، خانقاہوں ومسجدوں کی بناء وتاسیس رکھی۔



ایک مرتبہ جب کہ آپ کا پیر خانہ ''خانقاہ ومدرسہ لطیفیہ'' عبوری دور سے گزر رہا تھا، اور یہیں کا ایک فرد اپنے موروثی عقائد وافکار سے منحرف و برگشتہ ہو کر اس کی چولیں ہلا رہا تھا، اس نازک موقع پر آپ ایک مرد مجاہد کی طرح سامنے آئے تھے، اور اس کے ہر داؤ پیچ کا جواب دیا تھا، اس کی ہر شرارت وخباثت کی تکا بوٹی کی تھی، یہاں تک کہ اس کے چاروں خانے چت ہو گئے تھے، بعدہ نوبت ایں جا رسید کہ وہ گھر بار چھوڑ کر بھاگ نکلا، پھر کہیں خانقاہ لطیفیہ کی نشأۃِ ثانیہ عمل میں آئی۔ اسی دور کی بات ہے کہ اس نامراد شخص نے ایک پوسٹر ''اظہار حقیقت'' کی سرخی کے ساتھ شائع کیا تھا جس میں ہفوات ومغلظات بھرے ہوئے تھے، آپ نے اس کا منہ توڑ جواب دیا اور اس کو ایسا خاموش ولاچار کیا کہ اس کے لیے ''نہ پائے ماندن نہ جائے رفتن'' کی کیفیت پیدا ہو گئی پوسٹر کے جواب میں یہ بھی ایک پوسٹر ہی تھا، سرنامہ تھا۔ ''مولوی فیاض عالم نظامی چشتی کا قوم کی جیب میں ڈاکہ ڈالنے کی نئی ترکیب''۔

طوطیٔ بہار و بنگال نے جو زمانہ پایا تھا، وہ بڑا پر آشوب و پر فتن اور ہنگامہ وکشمکش کا تھا۔ آبادی میں لوگ رسوائے زمانہ درسگاہوں سے پڑھ پڑھ کر آ رہے تھے اور خطے کے امن وسکون کو غارت کر رہے تھے۔ اصلِ ایمان کا سودا ہو رہا تھا اور صالح عقائد وخیالات، پاکیزہ افکار ونظریات کو کھلے بندوں پامال کیا جا رہا تھا، زندگی کی شام وسحر میں اعمال وافعال کا حال بھی کچھ اچھا نہیں تھا، ایسے عالم میں مذہبی رہبر ودینی رہنما ہاتھ پر ہاتھ دھرے نہیں رہ سکتے تھے۔ اس لیے کمربستہ ہو کر علماء ومشائخ کی مقدس جماعت اٹھی اور اغیار کے ہر کئے دھرے پر پانی پھیر دی۔ انھوں نے ان کی سازشوں کا قلع قمع کیا، ان کی چالبازیوں کا سد باب کیا، ہر سو اجالا پھیلایا اور ہر طرف اسلام وسنیت کا بول بالا ہوا، حقانیت وصداقت نے اپنا لوہا منوایا طوطیٔ بہار و بنگال انہی شورش زدہ ماحول وحالات کا مقابلہ کرنے کے لیے ملک بھر کے اصاغر واکابر علماء ومشائخ کے رابطے میں آئے انھیں اپنے دیار میں آنے کی دعوتیں دیں، کانفرنسیں، جلسے کروائے، مباحثے ومناظرے کی بساط بچھائی۔ ان ایام میں جن احباب علما و

مشائخ نے آپ کی آواز پر لبیک کہا اور آپ کی تحریک ومشن میں حصہ لے کر آپ کی حوصلہ افزائی کی ان میں چند نام یہ ہیں۔ مناظر اعظم حضرت علامہ ارشد القادری، سحر البیان حضرت علامہ فصیح غازی پوری، حضرت علامہ مفتی عبید الرحمٰن رشیدی، حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی، حضور شیخ اعظم سید اظہار اشرف کچھوچھوی، حضرت علامہ سید مظفر حسین کچھوچھوی، حضرت علامہ سید کلیم اشرف جائسی، حضرت علامہ حسن رضا خاں پی، ایچ، ڈی، پٹنہ، وغیرہ وغیرہ۔ (اس بابت جن کو تفصیل دیکھنی ہو تو ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی پورنوی کی کتاب ''کاملان پورنیہ'' جلد دوم کا مطالعہ کریں)

## طوطیِ بہار و بنگال کے لقب کی وجہ وضع:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل آپ کو بیشمار انعام وخصائص عطا فرمائے تھے ان میں سے ایک نعمت عظمیٰ لحن داؤدی اور دلکش آواز تھی جس کی وجہ سے آپ ایک بہترین اور خوش الحان نعت خواں وسحر البیان خطیب کی حیثیت سے جانے جاتے تھے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی آواز میں ایسی کشش اور مٹھاس پیدا کی تھی کہ جب آپ کسی محفل ومیلاد یا جلسہ وجلوس میں کھڑے ہو جاتے تو آپ اپنے فطری معمول کے مطابق دوران خطابت نعتیہ اشعار بالخصوص مثنوی شریف کے اشعار کو اس انداز سے پڑھتے تھے کہ لوگ سن کر عش عش کر اٹھتے اور ان پر ایک ایسی کیفیت طاری ہو جاتی تھی کہ بغیر تھکان وتکسّر محسوس کئے پورے انہماک کے ساتھ مکمل تقریر کو سماعت کرتے، اور سب کی خواہش یہی ہوتی تھی کہ حضرت سناتے رہیں اور ہم سنتے رہیں۔ آپ کا یہ انداز بیاں لوگوں کے دلوں میں اس طرح گھر کر گیا تھا کہ آج بھی لوگوں کے قلوب و اذہان کے پردے پر اس کے خوشگوار اثرات مرتب ہیں۔ جیسا کہ طوطیِ بہار و بنگال کے فرزند اکبر (جناب فیض العلیٰ) کے فرزند اصغر مولانا مخدوم رضا جو ابھی تعلیم کے منازل کو طے کر رہے ہیں، انھوں نے مجھے بتایا کہ ممبئی میں ایک صاحب علم وفضل حضرت مولانا غلام یٰسین صاحب قبلہ سے ان کی ملاقات ہوئی جو فی الوقت اندھیری ایسٹ مرول ناکہ نوری



جامع مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں، جب ان کی گفتگو ان کے ساتھ ہونے لگی تو انہوں نے دوران گفتگو طوطیِ بہار و بنگال کا ذکر کیا اور کہا کہ آپ کے دادا (طوطیِ بہار و بنگال) بہت ہی باکمال و بے مثال خطیب تھے، ان کی بہت ہی پیاری اور میٹھی آواز تھی جب ان کا پروگرام کہیں پر ہوتا تو لوگ دور دراز سے ان کی نایاب تقریر کو سماعت کرنے جوق در جوق آتے تھے، اتفاق سے ایک مرتبہ ہمارے گاؤں میں بھی پروگرام ہوا جس میں آپ بھی تشریف لائے ہوئے تھے، جب آپ خطاب فرمانے لگے تو گا ہے بگا ہے، نعتیہ اشعار اور مثنوی شریف کے اشعار کو اس انداز سے پڑھنے لگے کہ لوگ جھومنے لگے، سن کر مست وبیخود ہونے لگے۔ پھر اس طرح منہمک ہو گئے کہ انہیں پتا تک نہیں چلا کہ اتنا وقت کیسے ختم ہو گیا، اسی طرح کی نوعیت کا نادر و نایاب خطاب اور عمدہ بیان ہر جلسے میں ہوا کرتا تھا، اسی ملکۂ خطابت اور حسن ترنم کی بنا پر آپ کے ہم عصر علماء کرام و مشائخ عظام نے آپ کو ''طوطیِ بہار و بنگال'' کے لقب سے ملقب فرمایا۔ اور مجھے ثقہ روایت سے یہ اطلاع فراہم ہوئی ہے کہ حضرت ممدوح کو ''طوطیٔ بہار و بنگال'' کا لقب سب سے پہلے پاسبانِ قوم وملت خطیب مشرق حضرت علامہ ومولانا مشتاق احمد نظامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ والرضوان نے دیا تھا جو اُس وقت سے لے کر تا حال زبان زد خاص وعام ہے۔

## طوطیٔ بہار و بنگال کا شعر وسخن سے شغف:

حضرت طوطیٔ بہار و بنگال دین کے داعی ومبلغ اور شناور خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین شاعر بھی تھے، جس طرح آپ کو میدان خطابت میں عمدہ بیانی پر مہارت و ملکہ حاصل تھا اسی طرح شعر وسخن کی دنیا میں بھی آپ کو حد درجہ عبور حاصل تھا، آپ نے عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اولیائے کرام کی شان میں بے شمار نعتیں ومنقبتیں لکھی ہیں جن کا مجموعہ کلام ایک کتاب کی شکل میں آ سکتا ہے، نمونے کے طور پر ایک نعتیہ کلام نذر خدمت کرتا ہوں

جس کا ہر ہر شعر عشق رسول کی خوشبو وعطر بیزی لیے اپنے شباب پر ہے، نمونۂ کلام

ملاحظہ فرمائیں:

عجب خوشنمائی عجب دل کشی ہے   بہاروں کا مسکن دیار نبی ہے
مبارک مبارک خیال مدینہ   تصور میں ہر سمت جنت بسی ہے
کجا طور سینا کجا عرش باری   وہ موسیٰ کی عظمت یہ شان نبی ہے
نبیٔ مکرم ہیں قرآن ناطق   زباں سے جو نکلا وہی بس وحی ہے
جہاں پر سوالی ہیں شاہان عالم   وہ دربار عالی یہی ہے یہی ہے
وہ پر کیف طیبہ کا منظر نہ پوچھو   کہاں کوئی جنت ہے جنت وہی ہے
بہاروں پہ چھوئی ہیں تازہ بہاریں   مدینہ سے شاید ہوا آرہی ہے
عمل سے علی کے یہ ثابت ہوا ہے   کہ اصل عبادت تری بندگی ہے
نہ پوچھو وجوہِ مسرت، نہ پوچھو   نگاہوں میں شکل نبی پھر رہی ہے
پیمبر تو آئے ہیں دنیا میں لاکھوں   محمد کا رتبہ مگر اور ہی ہے
تجھے خوف محشر بھلا کیوں ہو اصغؔر   مدد گار تیرا خدا ہے نبی ہے

طوطیٔ بہار و بنگال کے ان اشعار سے یہ امر حقیقت عیاں ہوتا ہے کہ آپ شعر وشاعری کے میدان میں بھی کس قدر مہارت رکھتے تھے، باب شعروسخن میں آپ کا تخلص ''اصغر'' جب کہ ''ابوالفیض'' تبرکاً کنیت تھی۔

**کرامات وفضائل:**

کرامتوں کا ظہور وصدور متکلمین وفقہا کے نزدیک ایک متفقہ ومسلمہ مسئلہ ہے، یہ اولیاء امت وخاصان خدا کو فیضان نبوت کے اثر سے ودیعت ہوا کرتی ہے، واضح ہو کہ کرامات وخرقِ عادات کسی اہل اللہ کی ولایت کی شناخت یا ان کی قدر ومنزلت کے لیے کوئی معیار نہیں ہے، کرامت دراصل منکرین الوہیت کے لیے معرض وجود میں آتی ہے۔ اور کبھی انسانی قلوب کی تسخیر اور پریشان طبیعت کی تسکین وطمانیت کا سامان بھی بنتی ہے۔ طوطیٔ بہار و بنگال عالم شریعت کے ساتھ ساتھ عارف طریقت وحقیقت بھی تھے، اس لیے کہ آپ کی



ذات وصفات سے بھی کئی کرامتوں کا ظہور ہوا ہے۔ قارئین کرام کے علم ومطالعہ اور دلچسپی میں اضافہ کے لیے چند منتخب کرامتوں کو قید تحریر میں لایا جا رہا ہے:

**پہلی کرامت:**

طوطیٔ بہار و بنگال حضرت علامہ ومولانا شاہ ابوالعلیٰ اصغر وحیدی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا جس دن وصال ہوا تو اس دن ان کے برادر اصغر حضرت مولانا عین العلیٰ علیہ الرحمۃ نے حضرت مولانا ظفر العلیٰ (جو ان دنوں جامعہ طیبہ بنارس میں درس وتدریس کے مشغلے سے جڑے ہیں) سے بیان کیا کہ ہم لوگوں نے طوطیٔ بہار کو نہیں پہچانا اور نا ہی سمجھ سکا، وہ بلاشبہہ مرتبۂ ولایت پر فائز تھے اور ان کی شخصیت بہت ہی اعلیٰ وبالا تھی۔ ہم نے ان کی کرامتوں کو دیکھا ہے، اور وہ اس طرح ہے کہ ہم اور میرے بڑے بھائی یعنی یہی طوطیٔ بہار و بنگال اشیاءِ خردنی اور دیگر لوازمات خریدنے دسمل ہاٹ گئے سرشام پہنچے ہی تھے کہ رفتہ رفتہ مغرب کا وقت ہو گیا، وہاں مغرب کی نماز پڑھی پھر ساز وسامان لیے گھر کا راستہ لیا، اس وقت تک اندھیرا ہو چکا تھا، دونوں پگڈنڈی سے ہو کر جا رہے تھے بڑے بھائی (طوطیٔ بہار و بنگال) آگے آگے اور میں پیچھے پیچھے، لیکن راہ طے کرتے ہوئے میں تین چار جگہ گر پڑا، بلاآخیر میں نے بھائی جان سے عرض کیا کہ آپ میانہ رو چلتے ہیں پھر بھی میں آپ کے قدم بقدم چل نہیں پاتا پیچھے رہ جاتا ہوں اور رہ رہ کر گر پڑتا ہوں اب آپ کے ساتھ کبھی کہیں نہیں جاؤں گا، یہ سن کر طوطیٔ بہار نے فرمایا: تم درود شریف کیوں نہیں ورد کرتے ہو درود شریف پڑھو اور چلو ان شاء اللہ تعالیٰ نہیں گرو گے اور نہ پاؤں لڑکھڑائیں گے چنانچہ آپ نے ویسے ہی کرنا شروع کر دیا تب پھر اچانک دیکھا کہ سامنے دو سبز روشنی رہنمائی کر رہی ہے ایک آپ کے دائیں جانب جب کہ ایک بائیں جانب، یہی حال راستہ بھر رہا جب گھر کی دہلیز تک پہنچے تو پھر یہ اجنبی روشنی غائب ہو گئی۔

**دوسری کرامت:**

حضرت مولانا عبدالرزاق کوچگڑھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادے محمد جمیل

اختر کا بیان ہے کہ ہم اور طوطیٔ بہار ایک دن سودا سلف کے لیے دسمل ہاٹ پہنچے جب کام وغیرہ ہو گیا تو وہاں سے روانہ ہونے لگے جب بیچ راستے میں پہنچے تو دیکھا کہ آسمان میں گھٹا گھنگھوپ تھی میں نے عرض کیا کہ چاچا جان سخت بادل ہے اور طوفان بھی آرہا ہے کہیں چھپ جائیں پناہ لے لیں، لیکن حضرت نے فرمایا نہیں! کچھ نہیں ہوگا آپ نے آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر فرمایا کہ ہم لوگوں کے ساتھ کچھ نہیں ہوگا، الغرض یہی ہوا کہ جھما جھم بارش بھی ہوئی اور طوفان بھی آیا مگر ہم لوگوں کو چھو کر بھی نہیں گزرا زمین جل تھل ہو گئی کھیت کھلیان پانی سے بھر گئے مگر ہم لوگوں کا ایک رونگٹا بھی تر نہیں ہوا۔

**تیسری کرامت:**

حضرت مولانا ظفر العلیٰ اپنی والدہ ماجدہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک موقع پر چند انجان مہمان کہیں سے گھر پر پہنچے رات کا پہر تھا، حضرت طوطیٔ بہار ابھی سوئے نہیں تھے جب کہ پورا گاؤں خواب خرگوش کے مزے لے رہا تھا آپ اپنی بیٹھک میں ہی تشریف رکھتے تھے آپ نے جب مہمانوں کو دیکھا تو آپ کو کھلانے، پلانے، کی فکر لاحق ہوئی آنگن میں تشریف لے گئے اور کہا کہ کچھ مسافر آئے ہیں، انہیں کھلانا پلانا ہے گھر میں کچھ ہے کیا ؟ بتاؤ کہا گیا کہ تھوڑا چاول بچا ہے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے، فرمایا: یہی بہت ہے صرف آلو پکا لو، مہمانوں کو کھلا پلا دیں گے، چنانچہ دستر خوان چنا گیا، مہمانان اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے چاول، دال اور سبزی وغیرہ کے برتن ڈھکے ہوئے تھے، مہمانوں نے جب دزدیدہ نگاہوں سے برتنوں کو دیکھا تو انہیں احساس ہوا کہ تھوڑا چاول، تھوڑی سبزی ایسے عالم میں، ہم بھوکے تھکے ماندے لوگ کیا کھائیں گے اور کیا بچائیں گے؟ لیکن دستِ کرامت کی بات کچھ اور ہی ہوئی حضرت نے ان مہمانوں کو ڈھکے ہوئے برتنوں سے کھانا پروس پروس کر دینا شروع کیا اور وہ کھاتے چلے گئے یہاں تک کہ سبھی شکم سیر ہو گئے اس کے بعد جو دیکھا گیا تو پتہ چلا کہ اتنا چاول اور اتنی ہی سبزی جوں کا توں موجود ہے۔

**وصال مبارک اور آخری آرام گاہ:**



حضرت طوطیٔ بہار و بنگال نے آخر کار اپنی ترسٹھ (۶۳) سالہ حیات مستعار کو ۱۸؍دسمبر ۱۹۸۸ء بروز منگل میں جاں آفریں کو سپرد کر گئے اور اس جہاں کو روتا بلکتا چھوڑ گئے۔ ۸ پھاگن کی متعینہ تاریخ کو آپ کے پسماندگان، مریدین، معتقدین ومحبین بڑی ہی دھوم، دھام اور تزک واحتشام کے ساتھ آپ کا عرسِ مبارک مناتے ہیں اور آپ کے فیوض وبرکات سے اپنے اپنے دامنِ مراد کو بھرتے ہیں۔

خواجہ ساجد عالم لطفی مصباحی
خانقاہ لطیفیہ رحمٰن پور تکیہ شریف ضلع کٹیہار (بہار)
Mob:9572764074

**چوتھا مقالہ**

# مولانا ابوالعلیٰ اصغر وحیدی ابوالعلائی

## ایک جفاکش سپہ سالار

حضرت مولانا شاکر اصغر رضوی پورنوی ☆

سیمانچل میں ماضی قریب کے چند ہی جوہر نیرہ ہیں جنھیں کم سے کم زبانی ہی سہی زندہ رکھا گیا ہے۔صاحبان زبان جب آخرت کے لیے رخت سفر باندھیں گے تو ایک گھیرا ان اسلاف گم گشتہ کی منقش یادوں کا بھی باندھ لیں گے اور ساتھ لے کر اپنی آغوش لحد میں دائمی نیند سو جائیں گے۔یاد رکھنا چاہیے جو قوم اپنے رہبر و رہنما کو فراموش کر دیتی ہے وہ جلد ہی اندوہناک اور وحشتناک انجام سے دوچار ہو جاتی ہے اور پھر بازار دنیا میں کھوٹا سکہ سے زیادہ اس کا کوئی دام نہیں ہوتا۔امر مسلم ہے کہ جو ملت اپنے محسنان مجازی کی احسان فراموش ہو جائے وہ کبھی بھی اپنے محسن حقیقی کی شکر گزار نہیں بن سکتی۔خدا بھلا کرے ہمارے اِس زندہ دل جیالے نوجوانوں کے دَل کا (ڈاکٹر امجد رضا امجد،مولانا غلام جابر شمس،مولانا مفتی مبشر رضا ازہر مصباحی،مولانا مسعود رضا قادری،مولانا احمد رضا احمد،مفتی غلام اشرف اشرفی،مفتی نعیم اختر رضا،مفتی غلام آسی مونس،مفتی مشتاق احمد امجدی،مولانا خواجہ ساجد عالم مصباحی لطیفی،مفتی اشتیاق عالم مصباحی،مولانا جہانگر اشرف رضوی،مفتی افتخار احمد مصباحی،مد ظلھم العالی) جو نہتہ ہو کر بھی عہد رختہ کے مضمون من متیٰ میں دبے کچلے ہیرے موتی کو ایک ایک کر کے باہر نکالنے میں دن رات ایک کئے ہوئے ہیں۔ربِ کائنات ان بہادروں کے سینوں کو جذباتی طاقت،قلوب واذہان کو مردانہ ہمت اور بازؤں کو فولادی قوت عطا فرمائے،آمین یارب العالمین۔

بحر تغافل کی بھیٹ چڑھے اسلاف میں سے ایک گوہر آبدار،قوم وملت کے سپہ



سالار طوطی بہار و بنگال حضرت علامہ مولانا ابوالعلیٰ اصغر وحیدی ابوالعلائی [ولادت:۱۹۲۵ء رمتوفی:۱۸دسمبر ۱۹۸۸ء،بروز منگل] ابن حضرت علامہ مولانا صوفی شاہ محی الدین حفیظی [ولادت:۱۸۹۲ء رمتوفی:۱۹۳۹ء] (علیہما الرحمہ) بھی ہیں۔ان کا نام لیتے ہی جانے کیوں آج آنکھوں سے قیمتی آنسو صفحۂ قرطاس پر ٹپ ٹپ گر رہے ہیں۔آنسو جو ان کی ضمیر کا دردناک نچوڑ ہوتے ہیں جب یہ سیلابی رخ اختیار کر لیتا ہے تو زبان گنگ ہو جاتی ہے، الفاظ کی دنیا گم ہو جاتی ہے اور دل کی دھڑکنیں جذبات کے مدوجزر میں ہچکولے کھانے لگتی ہیں۔ایسے میں یادوں کے انبوہ سے کون سی بات لوں اور کون سی چھوڑوں،اسکا فیصلہ یہ دل ناتواں تو نہیں کر سکتا۔البتہ اپنے ہوش وحواس سے معذرت کر کے چند یادوں اور چند باتوں پر ہی قناعت کر لیتا ہوں۔

صوفی باصفا حضرت علامہ شاہ ابوالعلیٰ اصغر وحیدی کو چگڑھی دین کے سورماؤں میں سے ہیں جو بھوکے پیاسے رہ کر نہایت بے سروسامانی کے عالم میں بھی مذہب ومشرب کی ترویج واشاعت کے لیے شبانہ یوم کمر بستہ رہتے ہیں۔جن کے یہاں جسم پروری وجاہ طلبی کوئی مسئلہ ہی نہیں۔یہی وجہ ہے کہ اس دور پرفتن کے دلفگار اور جانکاہ حالات میں مولانا اپنی جماعت (خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی الہ باد،رئیس التحریر حضرت علامہ ارشد القادری ٹاٹانگر جمشید پور،فصیح زماں حضرت علامہ فصیح غازی پوری،شیخ الاسلام حضرت علامہ مدنی میاں کچھوچھہ شریف،مجاہد دوراں حضرت علامہ محمد مظفر حسین کچھوچھہ شریف،شیخ الشیوخ حضرت علامہ سید اظہار اشرف اشرفی کچھوچھہ شریف،نازش اشرفیت حضرت علامہ سید محمد کلیم اشرف اشرفی جائس،خطیب وقت حضرت مولانا ڈاکٹر حسن رضا پی ایچ ڈی پٹنہ،حضرت علامہ مولانا عبدالحمید بستہ ڈنگی،حضرت علامہ مولانا معین الدین بانسباڑی،حضرت مولانا قاری ابراھیم رضا دھنوانہ،حضرت علامہ مولانا عبد الرزاق کوچگڑھ،شاعر اسلام حضرت اجمل سلطان پوری،شاعر فطرت حضرت بیکل اتساہی بلرامپوری) کے ساتھ پہاڑ کی چٹان بن کر کھڑے رہے،کفر والحاد کی آندھیاں آتی رہیں جاتی رہیں،شرک وبدعت کے گولے برستے رہے،نشیمن اہل سنت پر بجلیاں کوندتی رہیں،

دیو بندیت و وہابیت کے بھوت شور وغوغہ مچاتے رہے۔ آپ اپنے رفتار کو لے کر میدان کا
رزار میں دشمنوں کو للکارتے رہے مقابلہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اعدائے دین کو لوہے
کے چنے چبوا دیئے۔ یہ ہنگامہ مناظرہ، مباحثہ، مقابلہ کئی دہائی تک چلتا رہا۔ آخر کار
مولانا کے جہادی تیور اور انقلابی موڑ نے وہ دن دکھایا کہ پورے سیمانچل میں سنیت کا پرچم
لہرا گیا۔ بددین و بدھرم عفاریت کو منھ کی کھانی پڑی اور وہ الٹے پاؤں بھاگنے پر مجبور ہو
گئے۔ یہ تھی مولانا کی شعلہ بار زندگی۔ اگر آپ شعلہ، جوالہ بن کر اسطرح شعلہ بازی نہ
کرتے تو شاید آج سنیوں کو یہ سہانے دن دیکھنے کو نہیں ملتے۔ آج خطباء، شعراء پورے
علاقے میں بے خوف وخطر شیروں کی طرح چنگھاڑتے ہیں۔ یہ سب صدقہ ہے ہمارے
مذکورہ بالا دین کے سپوت جانباز سپاہیوں کا۔ چاہیئے کہ قبل خطاب ان سرفروشوں کی بارگاہ
میں سلامی ضرور پیش کریں۔

مولانا کی ذاتی جلوہ سامانی بھی بڑے نیک طینت، نرم مزاج، خوش گلو، خوش آواز،
حق بیں، حق نواز، حق گو، حق شناس، خاکسار، ملنسار، سنیت کے غمگسار، سنیوں کے غمخوار،
عزیزوں پر مہربان، بڑوں کا کفش بردار، غرض تہ در تہ مختلف صفات کے حامل تھے حضرت
مولانا وحیدی۔ مجھے خیال ہے کہ میں درجۂ فارسی کا مبتدی تھا، قرب وجوار کے جلسوں میں
معین ملت حضرت مولانا معین الدین علیہ الرحمہ کے ہمراہ، مولانا مجھے بھی شرکت کا حکم
فرماتے۔ اس غرض سے کہ میں ان حضرات کی خدمت کروں۔ شاید یہ میرا خیال خام تھا۔
ورنہ ایک عرصہ بعد جب فارغ التحصیل ہو کر آیا اور میری خطابت پر مغز ہونے لگی تو یہ راز کھلا
کہ جلسوں میں مجھے خدمت کے لیے نہیں بلکہ ٹرینگ کے لیے بلاتے تھے۔ غالبا ان کی
دوربین نگاہیں میری پیشانی پر تابناک مستقبل کی لکیریں دیکھ رہی تھیں۔

کئی جلسوں میں ان کی دعوت پر تقریر کے لیے جانا ہوا۔ میرے اسٹیج پر حاضر
ہوتے ہی فرط مسرت سے آپ نے معذرت کر کے اناؤنسر سے مائک مانگ لیا اور یوں میرا
اعلان فرمانے لگے۔ اے خدا کے نیک بندو، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائیو،
غوث وخواجہ کے متوالو، اب آپ کے سامنے میں ایسی ہستی کو پیش کرنے جا رہا ہوں جو



دیکھنے میں خوبصورت تو ہے ہی، مگر جب بولنے پر آ جائے تو لگتا ہے زبان سے رس ہی رس
ٹپک رہا ہے۔ یعنی یہ رسگولہ ہے، رسگولہ (بہار و بنگال کی مشہور مٹھائی) یہ ہے بڑوں کی بڑی
بات ہے۔ دیکھا آپ نے کس طرح نوازتے ہیں اپنے عزیزوں کو۔۔۔؟

پروگراموں میں مثنوی شریف پڑھنے کا حق آپ ہی کو تھا۔ خاص طور پر ترنم، دل
کے تاروں کو چھیڑنے والی مدھر آواز۔ جب آپ اپنی مستی میں مثنوی شریف پڑھتے تو انسان
توانسان لگتا ہے آپ کی خوش الحانی سنکر پرندے بھی پر مارنا بھول گئے۔۔۔ سبحان اللہ۔۔۔

آپ متلون مزاج کے شاعر بھی ہیں، یہ میرے علم میں نہیں، ہاں حضرت کی ایک
نعت شریف ضرور دیکھی ہے جس سے ان کی شاعرانہ سنجیدگی ومتانت اور پاکیزہ طبیعت کی
روانی وجولانی کا سراغ ملتا ہے (ایک چاول دبا کر سارے چاول کے پکنے کا اندازہ کیا جا سکتا
ہے تو ایک ہی کلام سے شاعر کی حیثیت کا پتہ کیوں نہیں لگ سکتا)

**مولانا کی نعت شریف کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔۔**

پہلا شعر:

مبارک مبارک خیال مدینہ    تصور میں ہر سمت جنت بسی ہے

یہ شعر حضرت محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے مزاج اقدس سے کتنا میل
کھاتا ہے۔ ان کا شعر دیکھیں۔

میں اپنے تصور پہ قربان جاؤں    مدینہ مجھے لے گئے گھیرے گھیرے

(فرش وعرش)

یعنی میرے تصور نے مجھے مدینہ پہنچا دیا اور مدنیہ تو جنت ہے۔ کیوں کہ جنت بھی
یہیں، مالک جنت بھی یہیں ہے۔

دوسرا شعر:

کجا طور سینا کجا عرش باری    وہ موسی کی عظمت یہ شان نبی

خاکسار راقم الحروف نے اس شعر کے معانی ومطالب کو اپنے شعری اسلوب میں

اس طرح نبھایا ہے۔ع

یہ عروج طور سینا وہ علوِ عرش اعظم　　یہاں جس کا ایک جلوہ وہاں خود وہ روبرو ہے

(طیبہ کا منظر)

تیسرا شعر

عمل سے علی کے یہ ثابت ہوا ہے　　کہ اصل عبادت تیری بندگی ہے

اس شعر میں مولانا نے امام عشق و محبت حضور اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے عقیدہ کو انھیں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جھکا دیا ہے۔ع

مولیٰ علی نے واری تیری نیند پر نماز　　اور وہ بھی عصر، سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں　　اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

(حدائق بخشش)

بہر کیف، اتنا مسجی، مقفّٰی، رنگین، دل آویز، وجد آفریں، عشق انگیز، کلام اور کلام کی برجستگی، عمدگی، شیفتگی غماز ہے کہ حضرت نے بحر عشق میں نہ جانے کتنے غوطے لگائے ہوں گے اور نہ معلوم کتنے انمول ہیرے برآمد کئے ہوں گے۔ گھر کے ذمہ داروں کا اخلاقی فریضہ ہے کہ حضرت کے منتشر اشعار اور دیگر منقبتی کلام کو یکجا کر کے ایک شعری مجموعہ کی شکل میں قوم وملت کے سامنے اجاگر کریں۔

ادیب بے نظیر حضرت علامہ مولانا شاکر اصغر رضوی
صدر المدرسین جامعہ نوریہ رضویہ
رضا نگر بانسباڑی بائسی ضلع پورنیہ بہار



**پانچواں مقالہ**

# خانقاہ عالیہ حسینیہ حفیظیہ ابوالعلائیہ کوچگڑھ اور خانقاہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کے درمیان تعلقات وروابط

مولانا محمد شبیر احمد اشرفی ☆

بہار و بنگال کے سرحدی علاقے میں دو بڑی ندی (مہانندا اور کنکئی) کے بیچ ایک مشہور و معروف بستی ہے جو ''کوچگڑھ شریف'' کے نام سے جانا جاتا ہے، جس کا تھانہ: روٹا، ضلع پورنیہ ہے۔ اسی گاؤں میں دو عظیم بزرگان دین جلوہ افروز ہیں، جن کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں: قدوۃ الصالحین، سراج السالکین، قطب العارفین، صوفی باصفا، پیر طریقت حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ غلام محی الدین حفیظی قدس سرہ النورانی [ولادت: ۱۸۹۲ء/متوفی: ۱۹۳۹ء] اور آپ کے فرزند اکبر خیر الاذکیا، امام العرفا، مناظر اہل سنت طوطی بہار و بنگال حضرت علامہ مولانا الشاہ ابوالعلیٰ اصغر وحیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ولادت: ۱۹۲۵ء/متوفی: ۲۸/دسمبر ۱۹۸۸ء، بروز منگل) ہیں۔

اطراف مزار شریف میں آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کے خانوادہ کی عظیم ہستیاں بھی اپنی اپنی نورانی قبروں میں آرام فرما ہیں۔ (۱) خطیب ذیشان، صوفیِ باصفا حضرت مولانا عبدالرزاق وحیدی۔ (۲) خطیب اہل سنت، شہنشاہ ترنم حضرت مولانا عین العلیٰ وحیدی [ولادت: ۱۹۳۸ء/متوفی: ۲۱/اپریل ۲۰۱۰، بروز جمعرات]۔ (۳) شہنشاہ خطابت، مبلغ اسلام، مداح خیر الانام، حضرت علامہ مولانا محمد منظور عالم وحیدی (متوفی: ۲۶/ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ)۔ اور (۴) راہ حق کا کم سن مسافر محمد حسن رضا (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔)

راقم الحروف احقر شبیر احمد اشرفی اپنے خُسر (سسر) عالم ربانی حضرت علامہ مولانا محمد منظور عالم صاحب وحیدی کی زبانی کہی ہوئی کچھ باتیں اور ایک واقعہ قلم بند کر رہا

ہے،جس سے کئی حقائق واضح ہوتے ہیں۔آپ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ چچا حضرت علامہ مولانا ابوالعلیٰ اصغر وحیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہاں ایک بیٹھک تھی جس میں اکثر اوقات مہمان رہا کرتے تھے۔اور ہمہ وقت بزرگان دین وعلمائے کاملین کی آمد ورفت جاری رہتی تھی،کئی بار تو ایسا ہوا کہ خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کچھوچھہ مقدسہ کے صاحب سجادہ قدوۃ العلما،زبدۃ الفضلا،عمدۃ العارفین،مبلغ شرع متین،مفکر اہل سنت،پیر طریقت، رہبر راہ شریعت،نبیرۂ حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں وشہزادۂ حضور سرکار کلاں حضرت علامہ مولانا مفتی الشاہ السید محمد اظہار اشرف اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور خطیب مشرق،شہنشاہ فصاحت وبلاغت،ماحیِ کفر وضلالت، عالی مرتبت، حضرت علامہ مولانا مشتاق احمد نظامی رحمۃ اللہ علیہ،اور دیگر علمائے کرام ہفتوں قیام فرماتے تھے اور وہیں سے علاقے کا دورہ بھی بیل گاڑی کے ذریعہ کرتے۔

اس مبارک جماعت میں مذکورہ بالا ہستیوں کے علاوہ قطب پورنیہ عارف باللہ پیر طریقت حضرت علامہ مولانا شاہ شرف الدین حفیظی گانگی قدس سرہ،اور نعت خوانی کے لیے میں (یعنی حضرت مولانا محمد منظور عالم صاحب) ہوا کرتے تھے۔بہادر گنج کے علاقۂ ننؤا پاڑہ میں روز بروز جلسے ہورہے تھے اور اپنے وقت کی مایہ ناز ہستیاں بہت ہی سادگی کے ساتھ نیابت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حق ادا کر رہی تھیں کہ آج اِس گاؤں میں،کل اُس گاؤں میں، دن بدن لوگوں کی تعداد بڑھتی جارہی تھی لیکن ایک دن جس علاقے میں پروگرام تھا اس علاقے کا مکھیا (حضرت نے مکھیا کا نام بتایا تھا مجھے یاد نہیں رہا) جو بڑا اثر و رسوخ والا مالدار شخص تھا بدعقیدوں کے ساتھ ہوگیا تھا۔جلسوں میں شرکت سے بچتا تھا مگر اس کا بیٹا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ایک دن جلسہ میں شریک ہوگیا،جب اس نے بزرگانِ دین اور علمائے کاملین کے نورانی چہروں کو دیکھا اور نورانی وعرفانی بیانات اور نعت ومنقبت کو سنا تو سچا عاشق ہوگیا۔پھر اسی کی ضد اور اصرار پر مکھیا صاحب بھی ایک دن پروگرام میں حاضر ہوئے۔اور جب جلسہ کا اختتام ہوگیا تو وہ انھیں آزمانے کے لیے کچھ روپے بطور نذرانہ



پیش کرنا چاہا،لیکن ان علمائے کرام نے لینے سے انکار کر دیا اور اسے ہدایت فرمائی کہ اگر آپ سچی توبہ کر کے سنی صحیح العقیدہ مسلمان بن جاتے ہیں تو ہم آپ کا نذرانہ کو قبول کرلیں گے۔

مکھیا صاحب یہ سن کر گھر چلے گئے پھر دوسری شب جلسہ میں آئے،اور جلسہ ختم ہونے کے بعد انہوں نے حضرت مولانا شرف الدین علیہ الرحمہ سے عرض کی کہ میرا ایک بیٹا بیمار ہے،اس کا ایک ہاتھ ٹیڑھا اور کمزور ہے بہت علاج کرایا لیکن کچھ فائدہ نہیں ہوا،آپ پیر صاحب سے دعا کرادیں،مہربانی ہوگی۔حضرت علامہ شرف الدین صاحب نے فرمایا کہ اگر آپ ہم سے اس بات پر وعدہ کریں کہ آپ کا بیٹا اچھا ہوجائے گا تو آپ سچی توبہ کر کے حضرت کا مرید بن جائیں گے؟ تو میں سید صاحب سے عرض کرتا ہوں۔مکھیا صاحب نے وعدہ کرلیا،تب حضرت علامہ شرف الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضور شیخ اعظم سید اظہار اشرف رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے متعلق گزارش کی اور اس کا پورہ واقعہ بھی بتایا۔حضور شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہاں ہے وہ لڑکا لے آئیں؟ یہ سنتے ہی مکھیا صاحب جلدی جلدی گھر گئے،اور بیوی بیٹے کو ساتھ لے آئے۔

حضرت مولانا منظور عالم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضور شیخ اعظم شہزادۂ غوث اعظم الشاہ سید اظہار اشرف اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عطا جہانگیری سے شان سیادت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس لڑکے کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا اور اوپر سے نیچے کی طرف کچھ پڑھتے ہوئے لے آئے،اور حاضرین اپنے ماتھے کی نگاہ سے اس منظر کو ملاحظہ کررہے تھے کہ اتنے میں مکھیا صاحب کے بیٹے کا ہاتھ صحیح ہوگیا!اسی وقت علمائے کرام نے حق کا نعرہ بلند کیا اور مکھیا صاحب اپنے بیوی بچوں کے ساتھ سچی توبہ کر کے حضور شیخ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید بن گئے۔اس کے بعد وہ حضور شیخ اعظم اور علما کرام کو اپنے گھر لے گئے،پھر وہ (مکھیا صاحب )سنیت کی تعداد کو بڑھانے کے لیے علمائے کرام کو دعوت دے کر بڑی بڑی کانفرنس کرانے لگے جس کی وجہ سے علاقے کے لوگ سنی صحیح العقیدہ مسلمان بنتے گئے۔جزاہم اللہ خیرا کثیرا۔

ابھی ماضی قریب میں تقریباً دو سال قبل شہزادۂ حضور شیخ اعظم پیر طریقت مبلغ

اہلسنت قائد ملت حضرت علامہ سید محمود اشرف اشرفی الجیلانی کچھوچھہ مقدسہ، سربراہ اعلیٰ جامع اشرف وصاحب سجادہ خانقاہ عالیہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کی طوطیِ بہار و بنگال کے یہاں آمد ہوئی تھی۔ اور کثیر تعداد میں کوچگڑھ کے مردوزن اور حضرت ابو العلیٰ اصغر وحیدی علیہ الرحمہ کے خانوادہ کے کچھ افراد بھی شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور فیضان تارک السلطنت غوث العالم محبوب یزدانی حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی سے مستفیض ہوئے۔ پھر اسی سال عرسِ مخدومی میں صاحب سجادہ حضور قائد ملت مدظلہ العالی نے حضرت علامہ مولانا ابوالعلیٰ اصغر وحیدی علیہ الرحمہ کے فرزند اصغر قاری خوش الحان شاعر اسلام حضرت علامہ مولانا قاری ظفر العلی صاحب کو اپنی خلافت واجازت سے نوازا۔

تو مذکورہ بالا باتوں سے معلوم ہوا کہ آج بھی خانقاہ عالیہ حسینیہ حفیظیہ ابوالعلائیہ کوچگڑھ شریف کا گہرا تعلق خانوادۂ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ سے قائم ودائم ہے، اور رہے گا ان شاءاللہ تعالیٰ۔

لہٰذا آج بھی کوچگڑھ شریف علم وعمل تبلیغ واشاعت اور روحانی فیوض وبرکات کا مسکن وگہوارہ بنا ہوا ہے اور ہر سال عرس حسینی کے موقع پر عقیدت مندوں کا ہجوم ہوتا ہے اور خانوادہ کے علما وباشعور حضرات اپنے بزرگان دین کے مشن کو برقرار رکھتے ہوئے علماے کاملین وبزرگان دین کے نورانی وعرفانی بیانات اور نعت ومنقبت کے ذریعے عوام الناس میں دینی بیداری پیدا کر رہے ہیں اور اللہ کی وحدانیت ومعرفت اور رسول اللہ سے محبت و عقیدت کا جام بھر بھر کر پلا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو دارین کی سعادتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نگاہ مردمومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں    گر ہو ذوق یقیں پیہم تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

احقر شبیر احمد اشرفی ساکن تلنگا تھانہ امور ضلع پورنیہ بہار
مہتمم: دارالعلوم نظامیہ رضویہ گیورائی ضلع بیڑ مہاراشٹر Mob:9420109674



**چھٹا مقالہ**

# میرے دادا طوطی بہار و بنگال کے کچھ تابندہ نقوش

محمد شاہ مخدوم رضا اشرفی جامعی☆

اللہ تبارک وتعالیٰ اس دنیاے فانی میں ان گنت انسانوں کو عدم سے وجود میں لاتا ہے پھر موت جیسی نیند بھی دیتا ہے مگر اللہ کریم کے بندوں میں سے کچھ وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جو دنیا سے چلے جاتے ہیں لیکن ان کی یادیں، باتیں، ان کی علمی، ادبی، معاشرتی، سماجی، جذبات وخدمات کے تابندہ نقوش رہتی دنیا تک ہمہ وقت یاد کی جاتی ہیں اور یاد کی جاتی رہیں گی۔

انہی بندگان خدا میں سے نیک طینت، پاکیزہ طبیعت، عمدہ خصلت، نرم مزاج، خوش رو، خوش گلو، اصاغر نواز، یادگار اسلاف، مرجع العلما والعوام، بادشاہ زبان وقلم، علم وعمل کا بہترین سنگم، شیریں زبان وبیان کا حسین امتزاج، شریعت کی تبلیغ واشاعت کے لیے ہمہ وقت کمربستہ، خدمت دین وخلق کے لیے ہمیشہ فکرمند، پیغام شریعت کے مدبر، امیر مجلس، صدر محفل، رونق اسٹیج، زینت بزم کون ومکان، یکتائے زمان، خیر الاذکیا، شاعر فطرت، مناظر اہل سنت، قدوۃ العلما، زبدۃ الفضلا، عمدۃ العارفین، سراج السالکین، سلطان المبلغین، صوفی باصفا، طوطی بہار و بنگال، حضرت علامہ مولانا الشاہ ابوالعلیٰ اصغر وحیدی کوچگڑھی قدس سرہ النورانی ہیں۔ [ولادت: ۱۹۲۵ء/ متوفی: ۱۸/ دسمبر ۱۹۸۸ء، بروز منگل]

**تعلیمی دور کا پہلا سفر:**

آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا زمانۂ طفلی بڑا دردناک ہے کہ غالباً ۱۲/ یا ۱۳ سال کی عمر ہی میں سایۂ پدری سر سے اٹھ گیا، یعنی بچپن ہی میں باپ جیسی عظیم ہستی کی محبت سے محروم ہوگئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کیں، کیوں کہ آپ کے والد محترم حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ غلام محی الدین حفیظی قدس سرہ النورانی [ولادت: ۱۸۹۲ء/

متوفی: ۱۹۳۹ء ] بھی ایک بڑے باکمال عالم دین، عابد، زاہد، عارف باللہ، صوفی، متقی
اورمرشد برحق شخص تھے اور کیوں نہ ہو جن کی ظاہری و باطنی پرورش وتربیت بقیۃ السلف ،
عمدۃ الخلف ، زبدۃ الفضلا ، سراج السالکین ،صوفی باصفا ،قطب سیمانچل حضرت علامہ مولانا
خواجہ حفیظ الدین لطیفی رحمٰن پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی ، آپ ( رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ )
خواجہ حفیظ الدین علیہ الرحمہ کے تمام تلامذہ وخلفا میں محبوب ومقرب اور چہیتے شاگرد وخلیفہ
تھے، اس بارے میں تفصیل جاننا ہو تو تاجدار قلم حضرت علامہ مولانا خواجہ ساجد عالم لطیفی
مصباحی عفی عنہ کے مضمون میں مطالعہ فرمائیں۔

پھر آگے کی پرورش وکفالت آپ کے چچازاد بھائی خطیب ذیشان حضرت مولانا
صوفی شاہ عبدالرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی۔ آپ کے والد بزرگوار نے اپنے انتقال
سے کچھ روز قبل ہی بڑے بھتیجے ( حضرت مولانا صوفی شاہ عبد الرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ
علیہ ) کو اپنی اولاد کی کفالت ،تعلیم وتعلم اور گھر کی دیکھ ریکھ کی تمام ذمہ داریاں سونپ دی
تھیں۔ جس کو انھوں نے پوری دیانت داری کے ساتھ بخوبی انجام دیا یہاں تک کہ آپ
طوطی بہار وبنگال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تعلیم مکمل ہونے تک شانہ بشانہ کھڑے رہے اور
انھیں کسی قسم کی کمی تک محسوس نہ ہونے دی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو اس کا بہترین صلہ
عطا فرمائے اور آپ کے درجات کو بلند فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

**تعلیمی دور کا دوسرا سفر:**

جامعہ لطیفیہ بحر العلوم کی صورت میں ضلع کٹیہار کی سرزمین پر ایک عظیم الشان
ادارہ قائم ہو چکا تھا جس کے وجود سے امت مسلمہ کے دلوں میں تعلیمی بیداری کا ایک چشمہ
جاری ہو گیا تھا جس سے بے شمار طالبان علوم نبویہ نے علم کی تشنگی کو بجھا رہے تھے۔ اس دور
میں یہ مدرسہ بہت عروج پر تھا اس کی وجہ اعلیٰ حضرت امام عشق ومحبت امام احمد رضا خان قدس
سرہ کے شاگرد خاص ومعتمد یعنی ملک العلماء حضرت علامہ مولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ اور شیخ المعقولات ومنقولات حضرت علامہ مولانا سلیمان بھاگلپوری علیہ الرحمہ کی



آمد تھی ، ان دونوں جلیل القدر علما نے اس ادارہ کو ایسا عروج بخشا کہ دوسرے اداروں کو اس
مقام پر پہنچنے کے لیے سالہا سال کی ضرورت ہوتی ہے۔ آپ ( رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ) نے
اسی تربیت گاہ میں اعلیٰ تعلیم کے لیے داخلہ لیا اور کئی سالوں تک علمی جام سے سیراب ہوتے
رہے۔

**تعلیمی دور کا تیسرا اور آخری سفر:**

آپ ( رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ) ’’جامعہ لطیفیہ بحر العلوم‘‘ میں اپنے آپ کو تعلیم
وتربیت سے مزین کرنے اور ان دونوں حضرات کے فیوض وبرکات سے مستفیض ہونے
کے بعد مزید اپنے آپ کو تعلیم وتعلم سے صیقل کرنے کی غرض سے سنیت کے مرکز ’’منظر
اسلام بریلی شریف‘‘ کا رخ کیا اور یہاں مروجہ علوم وفنون سے آراستہ پیراستہ ہو کر
(۱۹۵۲ء) میں دستار وسند سے سرفراز کیے گئے۔

**طوطی بہار وبنگال کے نمایاں کارنامے:**

طوطی بہار وبنگال کی ذات باکمال محتاج تعارف نہیں، آپ نے اپنی حیات مبارکہ
میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں جن کو رہتی دنیا بھلایا نہیں جا سکتا، آپ نے اپنی
پوری زندگی دین وسنیت کی ترویج واشاعت اور فروغ مسلک اعلیٰ حضرت میں صرف کر
دی۔ جب خطۂ بہار وبنگال، بالخصوص علاقۂ سیمانچل میں وہابیت ودیوبندیت کی آندھی تیز
ہونے لگی، اور ان کے باطل عقائد ونظریات اور فاسد خیالات عوام الناس میں بجلی کی طرح
پھیلنے لگے اور لوگ ان کے خطرناک دام فریب میں پھنسنے لگے، جب طوطیِ بہار وبنگال نے
ان چیزوں کو ماتھے کی نگاہوں سے دیکھا تو آپ کا دل بے قرار ہو گیا، روح کانپنے لگی، ایسے
وقت میں اکیلا ان بدعقیدوں سے مقابلہ کرنا بہت ہی مشکل تھا لیکن پھر بھی تن تنہا مرد مجاہد کی
طرح وہابیہ دیابنہ کے رد وابطال کے لیے میدان کارزار میں سنیت کا شہسوار بن کر اترے
اور اپنے علم وعمل، زبان وبیان، قلم وقرطاس اور خداداد صلاحیتوں کے ذریعہ ڈٹ کر مقابلہ
کرتے رہے۔ نیز خطۂ سیمانچل کو ایمان کے لٹیرے اور ڈاکوؤں سے محفوظ ومضبوط کرنے

کے لیے آپ کوایک ایسی جماعت کی ضرورت پیش آئی جس میں مناظر، مفتی، محدث، محقق، مفسر، مقرر، مصلح ہوں جولوگوں کے ظاہر و باطن کوسنوار سکے اوران کے قلوب واذہان میں خوف خدا ومحبت رسول کا شمع روشن کر سکے اور ایسے شاعر کی بھی جو اپنی آواز کی جادو سے لوگوں کے دلوں کواپنی طرف مائل کر سکے۔ بالآخر آپ نے ایک ایسی ٹیم تیار کر ہی لی جس میں مایہ ناز فقیہ، مناظر، مفتی، باصلاحیت علما، فضلا، خطبا، ومتلون شعرا کو یکجا فرمایا۔

**اس مقدس جماعت میں شامل ہونے والے حضرات کے اسماء مبارکہ یہ ہیں:**

خطیب مشرق حضرت علامہ مولانا مشتاق احمد نظامی الٰہ بادی، رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری ٹاٹا نگر جمشید پوری، فصیح زماں حضرت علامہ فصیح غازیپوری، شیخ الاسلام حضرت علامہ مدنی میاں کچھوچھہ شریف، مجاہد دوراں حضرت علامہ محمد مظفر حسین کچھوچھہ شریف، شیخ الشیوخ حضرت علامہ سید اظہار اشرف اشرفی کچھوچھہ شریف، نازش اشرفیت حضرت علامہ سید محمد کلیم اشرف اشرفی جائسی، خطیب وقت حضرت مولانا ڈاکٹر حسن رضا پی ایچ ڈی پٹنہ، قاطع بدعت وضلالہ حضرت علامہ مفتی عبید الرحمٰن رشیدی، فقیہ النفس حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمٰن مضطؔر رضوی پورنوی، حضرت علامہ مولانا عبد الحمید بستہ ڈانگی، حضرت علامہ مولانا معین الدین بانسباڑی، حضرت مولانا قاری ابراہیم رضا دھنوانہ، حضرت علامہ مولانا عبد الرزاق کوچگڑھی، شاعر اسلام حضرت اجمل سلطان پوری، شاعر فطرت حضرت بیکل اتساہی بلرامپوری، شاعر خوش گلو حضرت مولانا ظفر بنارسی، شاعر خوش الحان حضرت مولانا منظور العین کوچگڑھی وغیرہ وغیرہ۔ ان مذکورہ حضرات کو اپنے ہمراہ لے کر پورے وجدان قلب، محنت وکاوش کے ساتھ، بھوکے، پیاسے اور سفر کی تکالیف کو برداشت کرتے ہوئے پورے بہار و بنگال خاص طور سے گوشۂ سیمانچل میں دین وسنیت کا پیغام امت مسلمہ تک پہنچاتے رہے، حتی کہ آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اس سرزمین پر اہلسنت وجماعت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کا ایک ایسا باغ تیار کیا جس پر بدعقیدگی کی تیز آندھیاں آتی رہیں، وہابیت و دیوبندیت کی ہوائیں چلتی رہیں، فاسد عقائد ونظریات کے طوفان



آتے رہے، لیکن اس باغ کی ایک ٹہنی بھی توڑ نہ سکے۔ آج انھیں حضرات کے لگائے ہوئے باغ کے سایہ تلے تمام باشندگان بہار و بنگال کے سنی مسلمان بآسانی پھل پھول رہے ہیں، اورحق کی صدائیں لگا رہے ہیں اور کوئل وبلبل کی طرح مہکتی آواز میں نعت ومنقبت پڑھ رہے ہیں، آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی یہ کرم نوازی ہے کہ آج مجھ جیسا کوتاہ علم کچھ لکھنے کی جسارت کیے ہوئے ہے۔ ورنہ جس طرح ایمان کے لٹیرے اور ڈاکو گھوم رہے تھے یقیناً ہمارا حال اس کا برعکس ہوتا، اور ہمارا ٹھکانہ کہاں ہوتا اللہ ہی جانے۔ لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ ہم جس جلسے اور پروگرام میں جائیں پانچ ہی منٹ صحیح ان نفوس قدسیہ کا تذکرہ ضرور کریں۔ اس لیے کہ اللہ رب العزت کا قول ہے: "ھل جزاء الاحسان الا الاحسان" [الرحمٰن:۶۰] احسان کرنے والوں کوان کے احسان کا بدلہ دو۔ دوسری جگہ فرماتا ہے: "ولا تنسوا الفضل بینکم" [البقرۃ:۲۳۷] اور اپنے آپس میں ایک دوسرے کے احسان کومت بھولو۔ اور حدیث مبارکہ میں ہے: عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: "لا یشکر اللہ من لا یشکر الناس [من لا یشکر اللہ لا یشکر الناس]" [سنن ابی داؤد، کتاب الادب/فی شکر المعروف، ج۴/۴/۲۷۴، رقم الحدیث: ۴۸۱۱] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: جوشخص لوگوں کا شکرادا نہیں کرتا، وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکرادا نہیں کرسکتا۔ دوسری حدیث پاک میں ہے: عن عبداللہ ابن عمر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "من استعاذ باللہ فأ عیذوہ، ومن سأل باللہ فأعطوہ، ومن دعاکم فأجیبوہ، ومن صنع الیکم معروفا فکافؤہ، فان لم تجدوا ماتکافؤابہ فادعوالہ حتی تروا انکم قد کافأتموہ" [سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ/باب عطیۃ من سأل باللہ، ج۲/۵۱، رقم الحدیث: ۱۶۷۲] رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کو بدلۂ احسان کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: "جوشخص تم سے اللہ تعالیٰ کے واسطے سے پناہ مانگے اسے پناہ

دے دو، جو بندہ اللہ رب العزت کے واسطے سے مانگے تو اسے عطا کرو، جو تم سے فریاد کرے اس کی مدد کرو، جو تمہارے ساتھ کوئی بھلائی کرے اسے اس کا بدلہ دو، اور اگر تمہارے پاس اسے بدلہ دینے کے لیے کچھ نہ ہو تو اس کے لیے اتنی دعائیں کرو کہ تمیں لگنے لگے کہ اتنے اس کے احسان کا بدلہ چکا دیا ہے۔ مذکورہ بالا آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ہر ایک کو اس کے احسان بدلہ دینا چاہیے، تو ہم ان محسنین اور بزرگان دین کے احسان کا شکر ادا کیوں نہ کریں جنہوں نے ہم تک سنیت کو پہنچایا، ہمارے سروں پر تاج کرامت رکھا اور ہمارے دلوں میں خشیت الٰہی ومحبت رسول کا چراغ جلایا، اور ہمارے ذہن وفکر میں اولیاے کرام کی قدر ومنزلت پیدا کیں۔ یقیناً ہمیں ان مرد قلندر اور محسنین کا اس طور پر شکر ادا کرنا چاہیے کہ ہم ان کے ارشادو فرمودات کو عوام الناس تک پہنچائیں، ان کی یادوں اور باتوں کو تاریخ کے قرطاس پر ثبت کریں اور ان کی بارگاہ میں جتنا ہو سکے خراج عقیدت پیش کریں۔

**طوطی بہار بنگال کی قدر ومنزلت علماء کی نگاہ میں:**

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو علم وعمل، زہد وتقوی کے ساتھ ساتھ بڑی قدر ومنزلت بھی عطا فرمائی ہے یہی وجہ ہے کہ لوگ آپ کو ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے، چاہے عالم ہو یا غیر عالم، عابد ہو یا زاہد، عام ہو یا خاص، ہر ایک کی نظر میں آپ مؤقر ومعظم تھے اور ہیں۔ راقم السطور اس بات کو واضح کرنے کے لیے صرف دو خط درج کر رہا ہے جس سے آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی عبقری شخصیت اور مقام ومرتبہ، علما کی نگاہ میں کیا ہے معلوم ہو جائے گا۔

پہلا خط: یہ خط قاطع بدعت وضلالہ حضرت علامہ مولانا مفتی عبید الرحمٰن صاحب رشیدی مدظلہ العالی موجودہ سجادہ نشین خانقاہ عالیہ جون پور شریف کا ہے۔ جب وہ دار العلوم ندائے حق جلال پور میں علم وعمل کی موتیاں بکھیر رہے تھے، حالانکہ یہ خط چمنی بازار شریف سے ارسال کیا گیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:



''از درگاہ شریف چمنی بازار

گرامی وقار مولانا المحترم، زیدت مکارمکم، سلام مسنون

چوکی [ضلع کٹیہار] کے جلسہ کے بعد جلال پور پہنچ کر آپ کے نام ایک رقعہ ارسال کیا تھا۔ مگر ہنوز جواب سے محرومی رہی۔ نہ معلوم میرا رقعہ آپ کو ملا کہ نہیں، یا یہ کہ آپ جواب دینے کی زحمت گوارا نہیں فرمائی۔ آپ سے استدعا ہے کہ اس ناچیز کو اپنی دعاؤں میں یاد فرماتے رہیں۔ میرے گھر کا پتہ اور مدرسہ کا پتہ درج ذیل ہے۔

محمد عبید الرحمٰن، مقام بینی باڑی، پوسٹ ماہی نگر، وایا بارسئی گھاٹ، ضلع کٹیہار

مدرسہ کا پتہ: دار العلوم ندائے حق، جلال پور، فیض آباد، یوپی

فقط والسلام

محمد عبید الرحمٰن غفرلہ ۱۰/رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ۔

دوسرا خط: یہ خط مرشد برحق، پیر طریقت، نبیرۂ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں، شہزادۂ مختار اشرف المعروف سرکار کلاں حضور شیخ الشیوخ حضرت علامہ مولانا سید شاہ اظہار اشرف رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ جو طوطیٔ بہار و بنگال کے نام پر بھیجا گیا ہے۔ آپ رقم طراز ہیں:

**محبی مخلصی! سلام مسنون**

۱۳/۱۴/دسمبر کو مدرسہ اسلامیہ گونگا مہلا کو جلسہ کے لیے تاریخ دے چکا ہوں۔ ہر دو اجلاس میں آپ بھی میرے ساتھ ہوں گے۔ ۱۳/دسمبر سے پہلے بیر پور رہوں گا۔ ۱۳/دسمبر کو بہادر گنج سے گونگا مہلا چلوں گا۔ بہتر ہوگا کہ جانے میں ساتھ ہی رہیں۔

فقط والسلام

سید اظہار اشرف (ماخوذ از کاملان پورنیہ جلد دوم)

ان دونوں خطوط کے علاوے اور بھی خطوط ہیں جس میں سے دس خطوط کاملان پورنیہ جلد دوم میں شائع ہو چکے ہیں اور اس کے علاوے بھی خطوط ہیں جو امیر القلم ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی دام ظلہ کی تحویل میں ہیں۔ بلاشبہہ ان خطوط سے اکابر کی نگاہ میں آپ کی

قدر و منزلت، عزت و شرافت کا اندازہ ہوتا ہے۔

**طوطی بہار و بنگال کی اصاغر نوازی:**

انسان کے اچھے اخلاق و کردار میں سے ایک عمدہ خصلت یہ بھی ہے کہ وہ اپنے بڑوں کی عزت، چھوٹوں پر شفقت کرے۔ کیونکہ اُس انسان کی کوئی قدر و منزلت نہیں ہوتی جو بڑوں کا احترام نہ کرے، اور چھوٹوں پر دست شفقت نہ رکھے۔ فرمان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے: "لیس منامن لم یرحم صغیرنا و لم یوقر کبیرنا" [سنن ترمذی، ماجاء فی رحمۃ الصبیان، ج:۳/۳۶۹] وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی عزت نہ کرے۔ اور آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اس حدیث پاک کے عملی ترجمان تھے کہ آج بھی لوگ اس امر پر گواہ ہیں، بلکہ لوگ ہم سے اس بات کا تذکرہ بارہا کرتے ہیں کہ آپ کے دادا محترم جب بھی راہ چلتے کسی بچے کو دیکھتے تو اسے اپنی گود میں اٹھا لیتے چاہے کتنے ہی دھول مٹی سے سنے کیوں نہ ہو، پھر اس کے چہرے کو یہاں تک کہ اس کی ناک بھی اپنے رومال سے صاف کرتے تھے۔ یہ آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا اخلاق کریمانہ اور اصاغر نوازی ہے۔ اور جب اسٹیج پر کسی طالب علم کو دیکھتے تو اس کی حوصلہ افضائی کے لیے اسے بولنے کا موقع ضرور عنایت فرماتے تاکہ آگے چل کر بآسانی دین و سنیت کا پیغام عوام الناس تک پہنچا سکے۔ مجھے اس بات کا اندازہ تب ہوا جب میں نے ادیب بے نظیر علامہ مولانا شاکر اصغر رضوی دام ظلہ العالی کے مضمون کو پڑھا انھوں نے لکھا ہے کہ جب آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اسٹیج پر مجھے دیکھتے تو خود معذرت کر کے الانسر سے مائک لے کر میرا اعلان کرتے اور فرماتے کہ جب یہ بولتا ہے تو ایسا لگتا ہے کہ رس گلہ کا رس ٹپک رہا ہے۔ یہ تھی آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی اصاغر نوازی و کرم نوازی۔

**طوطی بہار بنگال بحیثیت مناظر:**

آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) بے پناہ صلاحیتوں اور کثیر اوصاف حمیدہ کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین مناظر بھی تھے آپ نے متعدد مقام پر مناظرہ کیا ہے جس



سے دین و سنیت کو کافی عروج ملا۔ میں یہاں پر اس مناظرہ کا ذکر کرنے جا رہا ہوں جس کو میں نے آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے شاگرد حضرت مولانا اسلام الدین صاحب سے براہ راست سنا ہے۔ کہ کشن گنج کی جامع مسجد پر دیوبندیوں نے قبضہ کر لیا تھا اور اس سے سنیت کو کافی نقصان ہونے لگا تھا کیوں کہ مسجد خدا کا گھر ہونے کے ساتھ ایک ایسا پلیٹ فارم بھی ہے جہاں سے دین وسنیت کو زندہ کرنا آسان ہے، ہر جمعہ میں عوام کو فرمان خدا اور پیغام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنا کر ان کے ایمان کو تر و تازہ اور مضبوط کر سکتے ہیں۔

مولانا کا بیان ہے کہ اس مناظرہ میں پاسبان قوم وملت حضرت علامہ مولانا مشتاق احمد نظامی، طوطی بہار و بنگال اور مولانا عبد الرزاق علیہم الرحمۃ والرضوان اور دیگر علمائے کرام بھی موجود تھے۔ یہ مناظرہ سات دن تک چلا تھا اور تیسرے دن، میں (مولانا موصوف) آ گئے تھے، جب ساتویں دن دیوبندی حضرات کو مناظرہ میں شکست ہوئی اور اس کے بعد وہ مسجد سنیوں کے قبضے میں آ گئی۔ الحمد للہ اس وقت سے لے کر آج تک وہ مسجد اہلسنت کے قبضے میں ہے اور انشاء اللہ تا قیامت رہے گی۔

**طوطی بہار و بنگال کی صدارت وادی سیمانچل کے جلسوں میں:**

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باکمال خطیب، بے مثال مبلغ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم متحرک و سرکردہ شخص بھی تھے کہ ہمیشہ قوم وملت کی فلاح و بہبودی کے لیے سرگرداں رہتے، ان تک قرآن وحدیث کی باتیں پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ بہار و بنگال، خاص طور پر علاقۂ سیمانچل کے اکثر جلسوں میں آپ کی تشریف آوری ہوتی تھی اس کی وجہ یہی تھی کہ آپ ہمہ وقت خوش دلی کے ساتھ بے لوث دین وسنیت کی خدمت کرنے اور شریعت اسلامیہ کی ترویج واشاعت میں کمربستہ رہتے تھے۔

علاقۂ سیمانچل کے اکثر جلسے آپ ہی کی صدارت ونگرانی میں منعقد ہوا کرتے تھے۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ آپ بہار و بنگال کے حالات سے اچھی طرح واقف تھے کہ کس علاقہ میں وہابیت کا زور اور دیوبندیت کا شور ہے اور کس خطے میں سنیت کا خوش گوار فضا لہرا

رہی ہے ان باتوں سے آپ کافی آشنا تھے۔اسی لیے جب مسلمان دینی پروگرام کرنے کا ارادہ کرتے تو آپ کے پاس مشورہ کے لیے ضرور آتے ،اور پھر وہ لوگ پروگرام میں مدعو کیے جانے والے علما،خطبا،شعرا کی پوری ذمہ داری آپ کے سپرد کردیتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک الگ ہی مزاج تھا کہ جس علاقہ میں جس طرح کے خطبا،شعرا کی ضرورت محسوس کرتے اسی اعتبار سے علما کرام کو مدعو کرتے تھے۔مثلاً جہاں پر وہابیت و دیوبندیت کا غلبہ ہوتا وہاں کے لیے اسی طرح کے مقرر اور نعت خواں کا انتخاب فرماتے ،اگر افراد اہل سنت کے دلوں میں خشیت الٰہی ومحبت رسول کا شمع فروزاں کرنا ہوتا تو اس کے لیے اسی طرح کے داعیان اسلام وشعراے عظام کو بلاتے تھے۔اپنے اس بات کے ثبوت کے لیے نمونہ کے طور پر ایک خط آپ کے مطالعہ کے لیے پیش کر رہا ہوں قارئین کے۔

یہ خط آپ کے نام مسلم تنظیم کانفرنس، بہادر گنج کے صدر محترم کا لکھا ہے۔

مورخہ ۱۴/دسمبر ۷۷ ۱۹ء

باسمہ تعالیٰ

محترم طوطیِ پورنیہ حضرت مولانا ابوالعلیٰ صاحب! سلام مسنون

بخیر ہوں۔[امید کہ] مزاج اچھا ہوگا۔

کانفرنس کی تاریخیں طے ہوگئیں ہیں۔۲۵/ ۲۶/ ۲۷/جنوری ۱۹۷۸ء،اس میں آپ کی زیرنگرانی کانفرنس ہوگی۔عنقریب پوسٹر منظر عام پر آرہا ہے۔آپ کی شرکت ہر طرح ہوگی۔ دیگر بات یہ ہے کہ ۲۹/دسمبر ۱۹۷۷ء کو بہادر گنج میں میٹنگ ہے۔آپ تشریف لاتے ،تو نیک مشورے سے نوازتے۔

نظامی صاحب کو ٹیلی گرام میں کر چکا ہوں۔ پھر آج کر رہا ہوں۔ان شاء اللہ آنے کی قوی امید ہے۔آپ سے بھی گزارش ہے کہ نظامی کو خط لکھیں۔بمبئی، الہ آباد، دونوں جگہ،واپسی ڈاک سے یہ تحریر کریں کہ میں آپ کے گھر کب تک آؤں۔



فقط:محی الدین احمد۔

آج بھی آپ کے علاقائی لوگ اس بات پر شاہد ہیں کہ جب آپ کے دیار مقدس سے قریب ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک گاؤں'' ٹاٹولہ پلسباڑی'' کے نام سے جانا جاتا ہے جس میں بہت بڑا کانفرنس ہوا تھا۔اس پروگرام میں سب سے پیش پیش رہنے والا عبدالجبیل المعروف جلیل مستان (ایم، ایل، اے) تھا جب یہ اور دیگر حضرات آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پاس مشورہ کے لیے آکر مشورہ چاہا کہ جلسہ کس دن رکھا جائے اور کس کس کو بلایا جائے ،تو آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے جلسہ کا دن مقرر کیا اور خطبا،شعرا حضرات کا نام بھی متعین فرمایا دیا،اور اپنا نام کسی چیز میں نہیں دیا۔تو لوگوں نے عرض کیا حضور اب تک اس علاقہ کے ہر جلسے میں آپ کی صدارت ہوتی آئی ہے، پھر اس میں آپ اپنا نام صدارت میں کیوں نہیں دیئے،اس سوال پر آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

جب جلسہ ہونے سے کچھ دن باقی تھا کہ اس سے قبل ہی آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا وصال پر ملال ہوجاتا ہے۔''اناللہ وانا الیہ راجعون'' تب لوگوں کو سمجھ آتی ہے کہ آپ حضرت نے اپنا نام اسی لیے نہیں دیا تھا کہ جس پروگرام میں، میں رہوں گا ہی نہیں اس میں میری صدارت کیسے ہوگی۔

دیوانے کی نظروں کو جہاں دیکھ رہا ہے دیوانہ خدا جانے کہاں دیکھ رہا ہے

پھر بعد پروگرام تمام خطبا وشعرا نے آپ کے مزار مقدس پر خراج عقیدت پیش کیا،بعدہ آپ کے کاشانے پر مختصر سا پروگرام بھی کیا۔

یہ کچھ باتیں تھیں جس کو راقم الحروف نے عوام الناس تک پہنچانا ضروری سمجھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ ہمیں ان مردگان خدا کی سیرت کو پڑھنے، یاد رکھنے اور اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

# منقبت

درشان قطب العارفین، سراج السالکین
حضور مولانا شاہ محی الدین، رحمۃ اللہ علیہ

از: محمد ظفر العُلیٰ

میرے لب پہ ہے ترانہ شاہ محی الدین کا
میں تو ہوں دل سے دیوانہ شاہ محی الدین کا

نور اور رحمت سے ہے معمور تربت آپ کی
فیض پاتا ہے زمانہ شاہ محی الدین کا

کوچگڑھ بستی میں دیوانوں کا ہے میلہ لگا
جس کو دیکھو ہے دیوانہ شاہ محی الدین کا

جو بھی چاہے آج بھر لے اپنے دامانِ مراد
بٹ رہا ہے یہ خزانہ شاہ محی الدین کا

جس کو پینا ہے وہ پی لے جامِ عشقِ مصطفیٰ
میکدہ ہے آستانہ شاہ محی الدین کا

جس کے ہیں نگرانِ اعلیٰ شہ حفیظ وشہ وحید
ہے سلامت وہ گھرانہ شاہ محی الدین کا

شہ وحید اصغر پہ کرتا ہے وہ جان و دل نثار
جو بھی دل سے ہے دیوانہ شاہ محی الدین کا

بالیقین ظفر العُلیٰ ہے وہ مقدر کا دھنی
جس پہ ہے لطف شہانہ شاہ محی الدین کا

استاذ القراء وشاعر اسلام حضرت مولانا قاری محمد ظفر العُلیٰ عفی عنہ
دارالعلوم طیبیہ معینیہ درگاہ شریف منڈوڈیہ بنارس (یوپی)
Mob:8922962025



# منقبت

درشانِ مخدومی وابی وشیخی
حضور مولانا شاہ ابوالعُلیٰ اصغر علیہ الرحمہ

از: محمد ظفر العُلیٰ

اسلام پر فدا تھے ہمارے ابو العُلیٰ
شہداء مصطفیٰ تھے ہمارے ابو العُلیٰ

سب کو دکھانے والے تھے منزل نجات کی
وہ سچے رہ نما تھے ہمارے ابو العُلیٰ

ملتی تھی ان سے سینۂ مؤمن کو روشنی
اس درجہ پُر ضیاء تھے ہمارے ابوالعُلیٰ

تھی ان سے کوچگڑھ میں محبت کی روشنی
اللہ کی عطا تھے ہمارے ابو العُلیٰ

اعمال صالحہ سے مزین تھی زندگی
وہ مرد پارسا تھے ہمارے ابو العُلیٰ

اعداء دین کی جو حمایت کبھی نہ کی
وہ شان مرتضٰی تھے ہمارے ابوالعُلیٰ

دنیا کی دولتوں سے محبت کبھی نہ کی
ایسا وہ پیشوا تھے ہمارے ابو العُلیٰ

سہتے تھے ہر ستم کو وہ ایمان کے واسطے
ایمان پر فدا تھے ہمارے ابو العُلیٰ

ظفر العُلیٰ ہمیشہ جو خدمت کی دین کی
وہ میرے رہ نما تھے ہمارے ابوالعُلیٰ

استاذ القراء وشاعر اسلام حضرت مولانا قاری محمد ظفر العُلیٰ عفی عنہ
دارالعلوم طیبیہ معینیہ درگاہ شریف منڈوڈیہ بنارس (یوپی)
Mob:8922962025

# منقبت

درشان حضور الشاہ غلام محی الدین

از: محمد مشاہد العلی نوری

رتبہ عالی شان محی الدیں تیرا — روضہ ہے ذی شان محی الدیں تیرا
جو آتے ہیں جھولی بھر کر جاتے ہیں — جاری ہے فیضان محی الدیں تیرا
شان کرامت دیکھ کر تیری ہوتا ہے — شیدا ہر انسان محی الدیں تیرا
مانگنے والے کھالی کبھی لوٹے ہی نہیں — ایسا ہے دربان محی الدیں تیرا
جس کو مشاہد گنتے گنتے تھک جائے — اتنا ہے احسان محی الدیں تیرا

نبیرہ ابوالعلیٰ اسیر تاج الشریعہ محمد مشاہد العلی نوری
صدر المدرسین دار العلوم امام احمد رضا، ہونے باگی، تعلق چنگیری، ضلع داونگیرہ،
کرناٹک الہند۔ Mob:7033880645



# منقت

درشان حضور الشاہ ابوالعلیٰ اصغر وحیدی

از: محمد مشاہد العلی نوری

رب نے کیا ہے اونچا رتبہ ابو العلیٰ کا — اہل وفا کا دل ہے شیدا ابو العلیٰ کا
رکھتا ہے جو بھی دل میں آلِ نبی کی اُلفت — ملتا ہے اس کو بے شک صدقہ ابوالعلیٰ کا
فضلِ خدا سے ہرگز گمراہ وہ نہ ہو گا — رکھتا جو ہاتھ میں ہے جھنڈا ابوالعلیٰ کا
اس کو ملا یقیناً فیضانِ غوث و خواجہ — جس نے لگایا دل سے نعرہ ابوالعلیٰ کا
عشق نبی کی شمع سینوں میں ہے جلائی — پڑھتے ہیں اس لیے سب خطبہ ابوالعلیٰ کا
وہ فیض پا رہا دن رات اے مشاہد — جو گنگنا رہا ہے نغمہ ابو العلیٰ کا

## قطعہ

از: محمد ظفر العلیٰ

شریعت چھوڑ کر ہرگز طریقت مل نہیں سکتی
بلا حبّ نبی دل کی کلی بھی کھل نہیں سکتی
ہوئی جس ذات کو راہ سلوک کی معرفت حاصل
یقیناً راہ حق سے وہ کبھی ہل نہیں سکتی
شہ کونین کی الفت سبب ہے رب کی قربت کا
بلا حب نبی قربت خدا کی مل نہیں سکتی